آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے ٭ لو تمھیں طور تسلّی کا بتایا ہم نے

# ریویو آف ریلیجنز

یعنی

## دُنیا کے مذاہب پر نظر

جلد ۱۰ | بابت ماہ مارچ سنہ ۱۹۱۱ء | نمبر ۳

چندہ سالانہ عوام سے عا طلبا سے عہ

## فہرست مضامین



قادیان ضلع گورداسپور سے صدر انجمن احمدیہ کے اہتمام سے شایع ہوا

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

# اِسلام

ترجمہ تقریر انگریزی
جناب خواجہ کمال الدین صاحب بی اے۔ ایل ایل بی
بہ تقریب جلسہ مذاہب منعقدہ الہ آباد
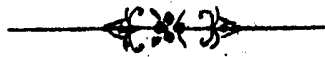
**اسلام** یعنی کامل فرمانبرداری جس سے مراد یہ ہے۔ کہ ہم اپنے طریق و عمل زندگی میں خالص الٰہی حکومت کے ماتحت آجاویں۔ اور اپنے خیالات۔ میلان طبع اور محاکموں کو چھوڑ کر ان قوانین کی کامل اطاعت کریں جو خدائے تعالیٰ کی طرف سے انسان پر الہام ہوئے ایک ایسا مذہب ہے۔ کہ جس کا اطلاق ہر ایسے مذہب پر ہو سکتا ہے جو مقدس معلمین نے مختلف زمانوں اور ملکوں میں خدائے تعالیٰ سے الہام پاکر تعلیم کیا چنانچہ اس امر میں قرآن کریم فرماتا ہے:۔ قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓی اِبْرٰھٖمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِیَ مُوْسٰی وَعِیْسٰی وَمَآ اُوْتِیَ النَّبِیُّوْنَ مِنْ رَّبِّھِمْ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْھُمْ وَنَحْنُ لَہٗ مُسْلِمُوْنَ (پ ۱ ع ۱۶) کہو ہم ایمان لائے خدا پر اور اس چیز پر جو ہم پر نازل ہوئی۔ اور ایسا ہی جو ابراہیم اسمٰعیل اسحٰق اور ان کی اولاد پر نازل ہوئی۔ اور ایسا ہی ہم ان کو بھی مانتے ہیں جو موسیٰ عیسیٰ اور دنیا

کے تمام نبیوں کو دیا گیا۔ ہم اُن سب انبیاءؑ کو قبول کرتے ہیں۔ اور اُن میں کوئی فرق اور تمیز نہیں کرتے ۔

قرآن مجید کے نازل ہونے سے پہلے جہاں ہر ایک قوم اپنے اپنے مذہب کو ربّانی چشمہ سے نکلا ہوا مانتی تھی وہاں اُنہوں نے دوسرے مذاہب کو یہ عزّت دینے سے انکار کیا۔ جس سے لوگوں میں نخوت تکبّر اور حقارت کے خیالات پیدا ہو گئے۔ اور خدائے تعالیٰ کے کُنبہ میں سخت اختلاف اور عداوت بڑھی۔ کسی شخص نے بھی ایک لمحہ بھر کے لیئے اُن ربّانی اخلاق پر غور نہ کیا۔ جن کا مشاہدہ ہم روزانہ اُس کی قدرت کے کارخانہ میں کرتے ہیں۔ وہ خدائے تعالیٰ جس نے جسمانی پرورش کے اسباب بہم پہنچانے میں کُل نسل انسان پر یکساں مہربانی کی ممکن نہ تھا کہ وہ ان انعامات کے عطا فرمانے میں کسی قوم کی طرفداری یا رعایت کرتا جن پر ہماری رُوحانی ترقی حصر رکھتی تھی۔ کیا اُس کا سورج اُس کا چاند اُس کے ستارے اور اُس کا کُل کا کُل نظام شمسی کُل بنی نوع کا یکساں طور پر خادم نہیں؟ اگر نسل انسانی کی کوئی شاخ پانی زمین ہوا اور ایسا ہی دیگر مظاہر قدرت کے فوائد سے محروم نہیں کی گئی۔ تو کیوں خدائے تعالیٰ کی غیر طرفدارانہ اور عامہ ربوبیت پر معاملات الہام میں ایمان نہیں لایا جاتا۔ حالانکہ الہام ہی انسانی قویٰ کی نشو و نما کے لیئے ضروری اور از بس مفید ہے۔ دراصل دنیا نے ربوبیت آلٰہی کا ایک غلط مفہوم قائم کر رکھا تھا۔ اور انسانی اخوت عامہ کے قیام کے خلاف یہ ایک خطرناک غلطی تھی جس میں قوموں کی قومیں صدیوں تک پڑی رہیں۔ حتّٰی کہ خدا کا آخری کلام نازل ہوا۔ جس نے پہلے ہی فقرہ میں اس غلط اور طرفدارانہ مفہوم ربوبیّت کا بطلان کیا۔ قرآن کریم ذیل کے الفاظ سے شروع ہوا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۙ

تمام حمد و ستائش اُسی اللہ کے لیئے ہے جو ہندوستان یا عرب یا ایران یا شام کا ہی رب نہیں۔ بلکہ وہ کُل عالموں کا رب ہے۔ جس نے جس طرح تمام انسانوں کو جسمانی نشو و نما کے ذرائع عطا فرمائے ویسے ہی اُس نے یکساں طور پر

سب کی روحانی آبیاری کی۔ اس وسیع دل کے عقیدہ نے جو قرآن میں تعلیم ہوا از سرِ نو انسانوں میں اخوت اور یگانگت کی روح پھونک دی۔ اور اس تنگدلی کا قلع قمع کیا۔ جس نے انسانی سوسائٹی کے ڈھانچ کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے خدائے تعالیٰ کے کنبہ میں بھائی سے بھائی کو جدا کر رکھا تھا۔

لہٰذا قرآن کریم کی یہ فیاضانہ تعلیم اگر میرے دل میں جناب موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کے لئے محبت اور عزت کے خیالات پیدا کرتی ہے۔ تو وہی تعلیم مجھے اس بات پر بھی مجبور کرتی ہے۔ کہ میں عزت اور محبت کے ساتھ شری رامچندر جی مہاراج۔ اور شری کرشن جی مہاراج اور عارف بُدّھ کو دیکھوں۔ اگر قرآن کے علاوہ میں بائبل کو اصلی صورت میں کلام ربانی سمجھتا ہوں۔ تو میں ہندو بھائیوں کے ساتھ گیتا اور ہندوستان کے دیگر مقدس نوشتوں کو بھی اپنی جائداد مشترکہ قرار دیتا ہوں۔

الغرض قرآن کریم کی تعلیم کے ماتحت **اسلام** ہر ایک مذہب یا عقیدہ کا نام ہے۔ جو مختلف ممالک اور اقوام میں وقتاً فوقتاً ربانی ملہمین نے تعلیم کیا۔ یہ تمام کے تمام مذاہب ایک ربانی چشمہ سے نکل کر ایک ہی قسم کی صداقت دنیا میں لائے۔ لیکن امتداد زمانہ نے اور ایسا ہی پرانے وقتوں میں ان مناسب اسباب کے نہ ہونے نے جن سے تعلیم اپنی اصلی شکل میں محفوظ رہ سکتی ہو تحریف و تبدیل اور غلط تعبیر کے موقعہ پیدا کر دیئے۔ اسی طرح وہ زبانیں جن میں قدیمی مقدس صحیفے نازل ہوئے متروک ہوگئیں جس سے آنیوالی نسلوں کو ان پاک الفاظ کے حقیقی معانی تک پہنچنا مشکل ہی نہیں بلکہ محال ہوگیا۔ علاوہ ازیں اگر ایک طرف انسانی قویٰ نے ترقی کی تو دوسری طرف گناہ اور بدی نے پیچیدہ شکل اختیار کی جو زمینی تہذیب کا لازمی نتیجہ تھا۔ یہ باتیں نئی تعلیم کو چاہتی تھیں۔ چنانچہ اس ضرورتِ حقہ کے رفع کرنے کے لئے پیغمبر یکے بعد دیگرے تشریف لائے جنہوں نے نہ صرف انہی صداقتوں کی تجدید کی

جو پہلے الہام ہو چکی تھیں - بلکہ ضرورتِ زمانہ کے مناسب حال اُن پر مناسب ایزادیں بھی کیں
اُن وقتوں میں نسل انسانی کی مختلف شاخیں ایک دوسرے سے دُور دُور آباد تھیں۔ اور
قدرتی سدِ راہوں نے اُن کو ایک دوسرے سے جُدا کر رکھا تھا۔ آپس میں میل جول اور
آمدورفت کے ذرائع بھی محدود تھے۔ ایسے وقت میں ہر ایک قوم کو ایک الگ نبی کی ضرورت
تھی۔ جیسا کہ قرآن کریم نے فرمایا ہے:۔

## وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ

کوئی قوم ایسی نہیں کہ جس میں کوئی ڈرانے والا نہ آیا ہو۔ اگر ہندوستان میں ویدک
رشی آئے اور اُن کے بعد کرشن رامچندر گوتم مبعوث ہوئے تو چین نے اپنا معلّم
کنفیوشس کی صورت میں دیکھا۔ اگر زردشت نے آتش روحانیت ایران میں سلگائی
تو وادیٔ دریائے یردن اُس ربّانی ندی سے سیراب کی گئی جو زیتونی پہاڑ سے اُتری۔
چنانچہ جب کبھی اور جہاں کہیں بدی پھیلی اور انسان گمراہ ہوا خدائے تعالیٰ کی طرف سے
ملہمین اُس قدیمی مذہب **اسلام** کی تجدید کے لیئے آئے۔ حتیٰ کہ زمانہ نے ایک نئے
انقلاب کو دیکھا۔ جب یک لخت دنیا کے تمام گوشوں میں الٰہی قوانین سے انحراف کیا گیا۔
اور ایک ہی وقت تمام روئے زمین پر ربّانی حدود توڑے گئے۔ ہر ایک ملک اور قوم نے
کامل ضلالت اور اخلاقی گمراہی کو دیکھا نیکی کالعدم ہوگئی اور ایسا نظر آنے لگا کہ گویہ خدائے
تعالیٰ نے زمین کو چھوڑ دیا ہے۔ اور شیطان اپنی جہنمی سلطنت کو قائم کر رہا ہے۔ کوئی
مؤرّخ تاریخ زمانہ میں چھٹی صدی مسیحی سے بدتر زمانہ نہیں دکھلا سکتا۔ جب انسانی
سوسائٹی رُوحانی اور اخلاقی پستی کے ادنے سے ادنے نقطہ پر پہنچی ہوئی تھی۔ اب
اگر صحیفۂ قدرت میں ہر ایک تاریکی کے بعد روشنی اور ہر امساکِ باراں کے بعد بارش لازمی ہے۔ اگر
پیغمبران زمانہ ایسے ہی وقتوں میں آتے ہیں جب ظلمتِ گمرہی کمال کو پہنچی ہوئی ہوتی ہے
اگر ہندوستان میں وشنو کے اوتار آسمان سے اُسی وقت نازل ہوتے ہیں جب دھرتی
زیادہ تر پاپوں کا بوجھ نہیں اُٹھا سکتی۔ اور اگر کرشن بھگوان اپنے الفاظ مندرجہ گیتا کے
پورا کرنے کے لیئے ادھرمی زمانہ میں تشریف لایا کرتے ہیں۔ تو چھٹی صدی مسیحی بڑے

سے بڑا وقت ان صداقتوں کے پورا ہونے کا تھا۔ حالات زمانہ اس امر کے متقاضی تھے کہ یا مختلف ممالک میں مختلف پیغمبر پیدا ہوں یا ایک زبردست انسان پیدا ہو جو کل روئے زمین پر اُسی قدیمی پراچین مذہب اسلام کو کامل صورت میں قائم کرے۔ لیکن تاریخ زمانہ نے ایک نئی صورت اختیار کر لی تھی۔ ایسے حالات پیدا ہو گئے تھے جنہوں نے دنیا کی مختلف اقوام میں آمد و رفت اور میل جول کے ذرائع آسان کر دیئے۔ انسانی سوسائٹی کے مختلف اعضا و جوارح جنہیں قدرتی اور مصنوعی رکاوٹوں نے ایک دوسرے سے جدا کر رکھا تھا وہ عنقریب باہم ترکیب پا کر ایک ہونیوالے تھے وقت قریب تھا کہ جب یہ بڑی اور وسیع دنیا ایک ملک کے رنگ میں آجاوے جس میں ممالک دنیا بمنزلہ شہر اور شہر بمنزلہ محلّوں کے ہو جاویں مختلف قوموں اور مذاہب کے افراد باہمی اختلاط و ارتباط کے آستانہ پر کھڑے تھے۔ کل افراد عالم کے اس میل جول پر مختلف قوموں کو مختلف تعلیمیں دیتا ایک کامل بدنظمی اور خطرناک اختلاف کو پیدا کرنا تھا۔ لہٰذا حکمت بالغہ نے یہی پسند کیا کہ ایسے وقت میں وہ آخری نبیؐ کو اس جگہ مبعوث کرے جو معلومہ دنیا کے مرکز میں ہو۔ چنانچہ نبی آخر الزّمان نے عرب میں پیدا ہو کر اُسی قدیمی اسلام کی تعلیم کی۔ جو دوسروں نے اس سے پہلے تعلیم کیا تھا وہ ایک کتاب لایا جس میں قدیمی صداقتوں کو انسانی امیزش سے پاک کر کے جمع کیا گیا۔ اور اس پر دیگر امور ضروریہ ایزاد کیئے گئے جیسے قرآن شریف نے فرمایا۔

صحفا مطہرۃ ط فیہا کتب قیمۃ (سورۂ بینہ)۔ ما فرطنا فی الکتٰب من شی۔

قرآن تو وہی قدیمی صحیفے ہیں جنہیں انسانی آمیزش سے پاک کر دیا گیا ہے۔ ہاں اس میں جہاں صداقت ہائے مندرجہ کتب مقدسہ کو جمع کیا گیا ہے وہاں وہ تمام نئی باتیں بھی درج کر دی گئی ہیں جو تمام انسانی نشو و نما کے لیئے ضروری تھیں۔ دراصل قرآن ازسرنو اُن صداقتوں کو سکھلاتا ہے جو وید مقدس یا بائبل یا رامچندر یا بدھ اور دیگر انبیاءؑ کے ملفوظات میں تھیں اور ان پر کثرت سے ان باتوں کو ایزاد کرتا ہے جو اُن پہلی تعلیموں میں موجود نہیں ؎

یہ فیاضانہ تعلیم جس کے ماتحت ہم تمام مذاہب کو ربانی چشمہ سے نکلا ہوا مانتے ہیں
قرآن مجید نے اور ایسا ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صریح اور صاف الفاظ میں مسلمانوں کو
تعلیم کی۔ اور آپ کے بعد بھی وقتاً فوقتاً مسلمان علمائے ربانی یہ تعلیم دیتے رہے۔ لیکن
صدیوں کے گذرنے نے اس وسعت قلبی کو پھر فراموش کرا دیا اور تنگ ظرفی اور تنگدلی
کی بیماری اور اہل مذاہب کی طرح ہم پر بھی اثر کرنے لگی۔ ہم نے بھی دیگر مذاہب کی
خوبیوں سے انکار کرنا شروع کیا جس کا نتیجہ وہ کشیدگی ہوئی جس سے انسانوں میں
تمام ہمدردانہ خیالات کا خاتمہ ہو گیا۔ اس کشیدگی خیالات کا خصوصاً ہندوستان
پر اثر ہوا جو قریباً کُل مذاہب کا گھر ہے۔ مذہبی مباحثات بُرے مذاق اور بُرے دل
کے ساتھ خطرناک طور پر شروع ہو گئے۔ نکتہ چینی شعار دنیا ہو گیا۔ اور مذاہب کے اُن
مقدس بانیوں کے متعلق جن کی عزت اور اطاعت دنیا کے کروڑہا انسان اس وقت
بھی کر رہے ہیں نہایت بے رحمی سے گندی سے گندی بدزبانی کی گئی۔ اور اُن
لوگوں کے ہاتھوں سے اُن مقدس معلمان کی عزت پر بے حجابانہ حملہ کیا گیا جنہوں
نے نہایت قلیل علمیت کے ساتھ اس ناپسندیدہ مذہبی تنقید کو بطور تجارت
اختیار کیا۔ میں بلاخطرہ اختلاف کہہ سکتا ہوں کہ مذہبی مباحثات کا یہ کینہ آور طریق
پولیٹیکل معاملات کے مقابل کہیں زیادہ تر اُس جدائیگی کا ذمہ وار ہے۔ جو اس ملک کے
ہندو اور مسلمانوں میں پیدا ہو رہی ہے۔ مثال کے طور پر میں صوبۂ پنجاب کی طرف
اشارہ کر سکتا ہوں جو ان ناملائم مذہبی مناقشات کا مرکز بن رہا ہے۔ لیکن خدائے امن نے
جو امن کو پسند کرتا ہے۔ اور اپنی مخلوق میں امن دیکھنا چاہتا ہے ایسے وقت میں
ہماری دستگیری کی۔ اُس نے عین وسط پنجاب میں ایک مصلح اسلام میں بھیجا جس نے
حضرت محمد صلعم کی غلامی کا دعویٰ کر کے ازسرِ نو اُس مذہبی فیاضی اور طریق وسعت قلبی کی
تجدید کی۔ جو اُس کے مخدوم و مطاع نے آج سے تیرہ سو ۱۳ برس پہلے تعلیم کیا تھا۔
اس نے ہم میں پھر اس امر کا احساس پیدا کیا کہ ہم دنیا کے مقدس معلمین کی عظمت
اور قدردانی کریں۔ اس نے ہر مذہب کی خوبیوں کا اعتراف کیا اور اس ملک کے

متضاد عناصر میں اتفاق اور ہم آہنگی پیدا کرنے کے لیئے وہ مسلمانوں کے لیئے مہدی اور عیسائیوں کے لیئے مسیح موعود اور ہندوؤں کے لیئے کرشن ہو کر آیا۔ وہ لوگ جو ہندو مسلمانوں کے درمیان یگانگت اور ہمدردانہ خیالات پیدا کرنے میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ وہ اس سے بہتر کوئی اور صورت تجویز نہیں کر سکیں گے۔ جو اس مصلح زمانہ حال نے اپنے اس پیغام صلح میں لکھ دی جو آپنے عین اس دن ہندو اصحاب کے لیئے لکھا جس دن وہ بہشت بریں میں چلے گئے ؂

اب مَیں پھر اپنے مضمون کی طرف آتا ہوں۔ یہ حقیقت ہے اس عالمگیر مذہب کی جسکا نام اِسلام ہے۔ جس کی آخری کتاب یعنی قرآن نے اپنے اندر ان تمام صداقتوں کو جمع کیا جو وید میں بائبل اور دیگر کتب مقدسہ میں تھیں۔ اور ان پر اُن قوانین کو ایزاد کیا جو ایسے زمانہ کے مناسب حال ہوں جبکہ خدا کے کنبہ کے اُن مختلف افراد نے جمع ہو جانا تھا جو قدیمہ کتب الہامی کے وقت ایک دوسرے سے جُدا جُدا رہتے تھے ؂

قرآن میں وہ تمام قواعد و ضوابط ہیں جن کی متقاضی زندگی کی ضروریات مختلفہ تھیں۔ قرآن صرف چند اخلاقی جملوں کا مجموعہ نہیں نہ یہ چند رسموں کی کتاب ہے۔ اگر یہ ایک طرف ہم کو خدا کی صفات کاملہ کا پتہ دیتی ہے تو دوسری طرف اُن عظیم الشان صداقتوں پر روشنی ڈالتی ہے جن میں ملائکہ الہام نبوت قیامت بہشت دوزخ وغیرہ وغیرہ شامل ہیں۔ ایسا ہی یہ اُن اصولوں کی رہنمائی کرتی ہے۔ جو ہمیں پولیٹکل سوشل اقتصادی اور معاشرت کے امور میں مدد دے سکیں۔ تاکہ تمام نسل انسانی ان قوانین پر چلکر کمال حقیقی کو حاصل کرے۔ قرآن نماز روزہ اور قربانیوں تک ہی محدود نہیں بلکہ اس میں زندگی کا ایک کامل سے کامل ضابطہ ہے۔ ایک بادشاہ وقت کے لیئے اگر اس میں قانون ہے جو اُس نے امور ملکداری میں برتنا ہے۔ تو ایسے ہی اُس میں اطاعت فرمانروا کی ہدایات بھی ہیں خواہ وہ اپنی قوم سے ہو یا غیر قوم سے۔ اسی طرح ایک مقنن ایک مدبر سلطنت۔ ایک جج ایک فوجی افسر ایک سوداگر ایک اہل حرفہ ایک بیٹا ایک باپ ایک بھائی ایک خاوند ایک عورت ایک ہمسایہ ایک دوست ایک دولتمند ایک مفلس الغرض ہر ایک انسان ہر حیثیت اور حالت میں ایسے اصول ہدایت اس کتاب میں دیکھیگا۔

کہ جس پر چل کر وہ سوسائٹی کے لیئے مفید ہو سکے۔ یہ مکمل تعلیم مجھے قرآن میں ہی ملی۔ اور اس لیئے ہم مسلمان ایمان رکھتے ہیں۔ کہ اس قدیمی مذہب یعنی اسلام نے جسے پیغمبروں کی جماعت نے وقتاً فوقتاً تعلیم کیا اپنی مکمل صورت خدا کی اُس کتاب میں پائی جس کے بعد الہام شریعت بند ہو گیا جیسے قرآن نے فرمایا

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ

آج ہم نے تمھارے لیئے شریعت کو کامل کر دیا

وقت[1] اجازت نہیں دیتا کہ مَیں ان امور کی جن کا خلاصہ مَیں نے اوپر دیا ہے چھوٹی سے چھوٹی تشریح بھی کر سکوں۔ لیکن خاتمہ سے پہلے مَیں ایک ضروری امر کا ذکر کرونگا جسے تعلیم کر کے قرآن کریم نے نسل انسانی پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ انسان کا بڑے سے بڑا محسن وہی ہو سکتا ہے جو انسانوں میں یہ احساس پیدا کر دے کہ اُن میں اعلیٰ سے اعلیٰ استعدادیں موجود ہیں۔ اور پھر اُن کے سامنے اُن کے نصب العین اور مقصود بالذّات کو بلند کر دے۔ اس لیئے قرآن کریم نے یہ قبول نہیں کیا کہ گناہ ہماری جزو فطرت ہے اور ہم اپنے اعمال کے ذریعہ اس کی زنجیروں سے نجات نہیں پا سکتے۔ بلکہ ہمیں یہ سکھلایا ہے۔ کہ انسان اس دنیا میں معصومی کی حالت میں داخل ہوتا ہے۔ اور بعض قوانین پر چل کر لامحدود اور لا انتہا ترقیات حاصل کر سکتا ہے جیسا کہ فرمایا ہے۔ پ۳۰ ع ۲۰

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۝

تحقیق ہم نے انسان کو اعلیٰ سے اعلیٰ اور عمدہ سے عمدہ استعدادوں کے ساتھ پیدا کیا ہے وہ بعض صداقتوں پر ایمان لا کر اور ان پر عمل کر کے لامحدود نتائج حاصل کر سکتا ہے۔ لیکن اگر وہ اُن کی پروا نہ کرے تو یقیناً ادنیٰ سے ادنیٰ نقطہ پر پہنچے گا۔ اس تعلیم سے بڑھکر نہ کوئی زبردست تحریک ترقی کی ہو سکتی ہے اور نہ اس سے

[1] منتظمان جلسہ کی طرف سے ہر ایک شخص بولنے والا تیس منٹ سے زیادہ تقریر نہ کر سکتا تھا۔

بڑھ کر کوئی اور روک انسان کے لیئے تنزّل اور زوال کے مقابل ہو سکتی ہے۔ اگر ہم یہ یقین کریں کہ گناہ ہماری جزوِ فطرت ہے۔ تو اس کی گرفت سے آزاد ہونیکے لیئے ہماری تمام کوششیں رائیگان سمجھنی چاہیئیں۔ یہ امر ہمارے قویٰ کے دبا دینے کے لیئے اور ہمارے عزم کو ڈھیلا کرنے کے لیئے کافی ہے۔ اس سے بڑھ کر ہماری پستی روحانیت کا اور کیا اندازہ ہو سکتا ہے ؟ اور عجیب بات ہے۔ کہ مادی دنیا میں یہ تسلیم کر لیا گیا ہے۔ کہ ہم لامحدود ترقیات کر سکتے ہیں۔ پیغمبر عرب نے یہ تعلیم نہیں کیا۔ کہ انسان دنیا میں گناہ لے کر آیا۔ بلکہ یہ سکھلایا۔ کہ انسان پیدا ہونے کے وقت اپنے اندر اطاعت قوانین کی استطاعت رکھتا ہے۔ اور اس لیئے وہ بیگناہ پیدا ہوتا ہے۔ کیونکہ عدمِ اطاعت قوانین کا نام ہی گناہ ہے۔ اور دنیا میں کوئی ترقی پیروی قانون کے سوا نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا انسان کو بروقت پیدائش معصوم فطرت قبول کر لینے سے ہی اُسے لامحدود ترقیات کا وارث بنا دیتا ہے۔ اسی لیئے اس اشرف اور وسیع دل کے نبیؐ نے یہ تعلیم دی کہ انسان اپنی پیدائش کے وقت معصوم ہوتا ہے۔ نہ اس لیئے کہ وہ مسلمان کا بیٹا ہے۔ بلکہ اس لیئے کہ وہ انسان کا بیٹا ہے۔ اب اگر اس پاک فطرت کو عمدہ قوانین بھی مل جاویں تو یقیناً وہ معراج کمال تک پہنچ جاویگا۔ اگر دنیا نے اپنی مادی ترقی میں آئے دن نیوٹن۔ ہرشل۔ ایڈیسن پیدا کیئے ہیں تو کیوں دوبارہ کرشنؑ۔ مسیحؑ اور بدھؑ جیسے انسان دنیا میں پیدا نہ ہوں۔ خصوصاً جب اُن بزرگ معلموں نے صاف اور صریح الفاظ میں اپنے دوبارہ آنے کا وعدہ کیا۔ اور میرے نزدیک وہی کتاب آخری کتاب ہونیکا دعویٰ کر سکتی ہے جیسے کہ ہر اہل مذہب اپنی کتاب کو سمجھا ہوا ہے۔ جس میں وہ ہدایات مندرج ہوں جن پر چلکر انسانوں میں سابقین کا سا کمال پیدا ہو سکے آخر سابقین نے بھی بعض ہدایات پر ہی چل کر تکمیل روحانیت کی تھی۔ اگر کسی کتاب میں یہ ضروری تعلیم نہیں تو اُس کے بعد کسی اور ناطق اور آخری کتاب کی ضرورت پڑیگی۔ ایسا ہی انبیاءؑ میں سے خاتم النبییّن کہلانے کا وہی مستحق ہے ؛ اور مجھے حق الیقین ہے کہ وہ

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھے) جو ہم کو اس راہ پر چلائے۔ کہ جس پر چلکر ہم وہ کمالات روحانی حاصل کر سکیں کہ جہاں الہام ربّانی کا فیض ہوتا ہے۔ اگر روحانی کمال یافتہ انسان مکالمہ الٰہیہ سے ممتاز تھے جیسے کہ اُن کے متبع اُن کے متعلق مانتے ہیں۔ اور اگر انسان کے ساتھ خدا کا کلام کرنا خدا کی ایک صفت ہے تو پھر کن وجوہ پر یہ امر یقین کیا جا سکتا ہے کہ دروازہ الہام پہلے کھلا تھا اور اب بند ہو گیا ہے۔ اگر خدائے تعالیٰ اب بھی ویسے ہی علیم حاضر ناظر رحیم اور دیگر صفات رکھتا ہے جیسے کہ وہ پہلے رکھتا تھا اور اگر صفات الٰہیہ پر تعطّل لازم نہیں تو ضروری ہے۔ کہ وہ ہمیشہ اسی طرح بولتا رہے۔ جیسے کہ وہ پہلے ایّام سابقہ میں بولا۔ لیکن ہم میں سے بعض یہ ایمان رکھتے ہیں۔ کہ کسی خاص واقعہ کے بعد خدا نے انسان سے کلام کرنا چھوڑ دیا ہے۔ منطقیانہ طور پر دو امور میں سے ایک امر ضرور واقعہ ہوگا۔ یا تو معاذ اللہ خدائے تعالےٰ کی بعض صفات ضائع ہو گئی ہیں یا تنزل سے انسان میں وہ استعدادیں نہیں رہیں۔ جو اس کے بزرگوں میں تھیں لیکن یہ ہر دو امور بالبداہت غلط ہیں۔ کامل خدا کے صفات ہمیشہ کامل ہونے چاہئیں اور از روئے علم تشریح موجودہ انسان کے قویٰ وہی ہیں جو پہلوں کے تھے۔ بعض لوگ اب بھی کہیں گے کہ انسان ناقابل ہے۔ لیکن میری خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی کہ جب میں نے گیتا میں پڑھا کہ کرشن بعض حالات کے پیدا ہو جانے پر دُنیا میں دوبارہ آجایا کرتا ہے۔ اور مجھے اس بات کا فخر ہے کہ میں ایک ایسی کتاب پر ایمان رکھتا ہوں کہ جس نے ذیل کے الفاظ میں مجھے وعدہ دیا ہے۔

(سورہ فاتحہ)
اھدنا الصراط المستقیم ۝ صراط الذین انعمت علیھم۔ الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصلحین

اے خدا ہم کو وہ سیدھے سے سیدھا راستہ دکھلا کہ جس پر تیرے انعام یافتہ چلے یعنی نبی صدیق شہدا اور صالحین ۔ اِس دعا کے جواب میں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے۔

والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا (پ ۲۱ ع ۳)

جو ہمارے راستہ میں کوشش کیا کرتے ہیں۔ ہم انہیں ضرور راستہ دکھلا دیا کرتے ہیں ۔

لہٰذا بالفاظ قرآن کسی انسان کا ربّانی راہوں پر قدم زن ہونا اس کو اس خاص الخاص انعام الٰہی کا مستحق ٹھہرا دیتا ہے جس کا نام الہام ہے۔ قرآن نے وہ قواعد اور قوانین بتلائے ہیں۔ کہ جن کے ذریعہ انسان ان ربّانی فیوض کو حاصل کرتا ہے جو خدائے تعالیٰ نے کاملین سابقہ کو عطا فرمائے۔

الغرض جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اگر ہم آخری نبی قرار دیتے ہیں۔ تو نہ صرف اس لیئے کہ انہوں نے ہمیں زندگی کے متعلق کامل ہدایات دی ہیں بلکہ اس لیئے بھی کہ انہوں نے ہمیں انبیاء کا ورثہ حاصل کرنے کے قابل ظاہر کیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔

## علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل

میری اُمت کے علمائے ربانی اسرائیلی نبیوں جیسے ہوں گے

آپؐ نے ہمیں یہ بھی وعدہ دیا کہ ہر صدی کے سر پر ایک الہام پانے والا مصلح اسلام میں پیدا ہوگا جسے اسلامی اصطلاح میں مجدد کہا گیا ہے۔ اور حضور والا کی پیشین گوئی کو ہم اسلامی تاریخ کے ہر زمانہ میں پورا ہوتا دیکھتے آئے ہیں۔ مجھے پتہ نہیں کہ آیا وید پر چلنے والوں میں سے کرشن اور رامچندر جیسے انسان اور بھی ہندوستان میں پیدا ہوئے یا نہیں اور اور نہ مجھے یہ پورا علم ہے۔ کہ عیسائی مذہب نے پطرس اور یوحنا جیسے انسان پیدا کیئے یا نہیں جن میں یقینی طور پر بعض مسیح جیسی صفات تھیں۔ لیکن اسلام پر تو کوئی صدی نہ گذری کہ جس میں الہام پانے والے مقدس انسان پیدا نہ ہوئے۔ مثال کے طور پر۔ عمر بن عبد العزیز۔ بایزید بسطامی۔ جنید بغدادی۔ محی الدین ابن عربی۔ شیخ عبد القادر جیلانی اور ہندوستان میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی۔ شیخ احمد مجدد الف ثانی سرہندی۔ خواجہ نظام الدین اولیا۔ بابا فرید شکر گنج۔ داتا گنج بخش۔ شاہ ولی اللہ اور سید احمد بریلوی وہ لوگ ہیں کہ جو خدا سے ہمکلام ہوئے۔ یہ صداقت قرآن کریم نے بڑے صریح الفاظ میں تعلیم کی۔ لیکن زمانہ حال کے مادی خیالات جو اس تمام تشکک اور توہم کے ذمہ وار ہیں جو چاروں طرف ہم دیکھ رہے ہیں۔ اس قدر زبردست تاثیر رکھتے ہیں۔ کہ یہ صداقت بھی حوالہ نسیان ہو کر الہام کو فسانہ کے رنگ میں لے آتے۔ جیسا کہ اس وقت یورپ میں ہو چکا ہے۔ اگر اس صدی کے سر پر موعود مجدد نہ آتا۔ خدا نے پنجاب میں احمد کو پیدا کیا جس نے اپنے ہمجنسوں کے آگے اپنا نمونہ پیش کیا۔ اس نے دکھلایا کہ قرآن کریم کی کامل اطاعت اور سُنت نبوی کی کامل متابعت نے بفحوائے آیت کریمہ ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصٰلحین اُسے خدائے تعالیٰ کے

اعلیٰ سے اعلیٰ انعام کا جس کا نام الہام ہے وارث کیا۔ اس نے ظاہر کیا کہ یہ دروازہ ہر ایک کھٹ کھٹانے والے کے واسطے کھلا ہے یہی اعلیٰ سے اعلیٰ نصب العین انسان کا ہونا چاہیئے۔ اور یہی بلند سے بلند منزل مقصود انسانی کوشش کی ہے۔ اسی امر کے حاصل کرنے کے واسطے اسلام نامعلوم وقتوں سے دنیا میں آکر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر مکمل ہوا۔ خدا کے خاص الخاص درود اور سلام اس پر ہوں۔ آمین

مبارک ہے وہ کتاب جو تم میں اعلیٰ استعدادوں کا احساس پیدا کر کے تمہارے نصب العین کو بلند کرے اور ایسا ہی مبارک ہے وہ انسان جو اپنے عملی نمونہ کو تمہارے سامنے پیش کر کے تم میں اس اعلیٰ سے اعلیٰ مقصد کے حاصل کرنے کی تحریک و تحریص پیدا کرے۔ آمین

## تصحیح

گذشتہ نمبر میں صفحہ ۶۴ سطر ۱۴ پر جو آیت کریمہ درج ہے وہ اس طرح ہے۔ یَا اَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّ اُنْثٰی الآیۃ۔ ترجمہ۔ اے انسانو! ہم نے تم سب کو ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے۔ الخ

**ریویو**۔ ہائے حسین مظلوم ؑ۔ اس نام کا ۸ صفحہ کا رسالہ منشی خادم حسین خادم بھیروی احمدی نے لکھا ہے جس میں انہوں اپنی کتاب تحقیق کربلا کے مضامین کا ایک مختصر خلاصہ بطور مشتے نمونہ خروار درج کیا ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ قاتلان امام سنی نہ تھے بلکہ شیعہ تھے اور شیعہ بھی شیعان علیؓ و امام حسنؓ جن سے پہلے کوئی شیعہ ہی نہیں ہوا۔ قیمت فی کاپی ۱/۲ پیسہ ۲۵ کاپی سے کم درخواست نہ ہونی چاہیئے۔ اور درخواست کے ساتھ ٹکٹ ۳ کے ہوں۔ ملنے کا پتہ میاں شمس الدین ٹیلر ماسٹر متصل ڈاکخانہ بھیرہ۔

# ابطال کفّارہ

(۱)

مرقومہ مولوی الہ دین صاحب واعظ اسلام

ہر خاص و عام پر واضح ہو کہ نجات عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنے رہائی چھٹکارا مخلصی کے ہیں۔ نجات کی امید ہر ایک مذہب کا آدمی اپنے دل میں رکھتا ہے اور کوئی نہ کوئی وسیلہ مغفرت کا اپنی مانی ہوئی کتاب سے متصوّر کرتا ہے۔ اس تحریر میں ہم صرف عیسائیوں کی نجات کا بیان کرنا چاہتے ہیں۔ وسیلہ نجات عیسائیوں نے مسیح کا کفّارہ تجویز کیا ہے۔ چنانچہ حضرت یوحنا حواری اپنے خط اول کے باب ۲ ورس اول و دوم میں فرماتے ہیں۔ یسوع مسیح جو صادق ہے باپ کے پاس ہمارا وکیل ہے اور وہ ہمارے گناہوں کا کفارہ ہے فقط ہمارے گناہوں کا نہیں بلکہ تمام دنیا کے گناہوں کا بھی۔

اور پادری فنڈر صاحب اپنی میزان الحق مطبوعہ ۱۸۶۸ء کے صفحہ ۱۲۱ سطر ۱۶ میں فرماتے ہیں۔ یسوع مسیح سب کی نجات کا واسطہ اور سبب ہے۔ اور اس کے دُکھ اور صلیبی موت جو اس نے ہمارے لیئے اپنے اوپر قبول کیئے وہی اس بات کے باعث ہوئے کہ خدا اس کی خاطر اُن لوگوں کے گناہ کی سزا سے جو یسوع مسیح پر ایمان لائے درگذر کرتا اور انہیں ہمیشہ کی نیک بختی کو پہنچاتا ہے انتہیٰ۔

صاحب موصوف اپنی دوسری کتاب طریق الحیات مطبوعہ ۱۸۶۷ء کے صفحہ ۱۱۲ سطر ۱۹ میں فرماتے ہیں "غرض کہ گناہ کی معافی اور نجات حاصل کرنے کے وسیلے جو گنہگار بندوں کے لیئے خدا کے حضور سے مقرّر اور انجیل میں بیان ہوئے ہیں سو مسیح کا وہی دُکھ اور موت ہے۔ پس جو کوئی مسیح پر ایمان لاوے گا اور اس کے کفارہ کو قبول کریگا اس کے سارے گناہ معاف ہوں گے اور مسیح کی خاطر خدا کی رضامندی اس پر ہوگی اور وہ حقیقی اور ابدی نیک بختی کا مالک بنے گا۔" انتہیٰ۔

اور پولوس صاحب اپنے خط رومیوں باب ۳ ورس ۲۸ میں فرماتے ہیں "پس ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ آدمی ایمان ہی سے بے اعمال شریعت کے راستباز ٹھہرتا ہے" انتہیٰ۔

دیکھئے بقول پولوس صاحب صرف مسیح اور کفارے پر ایمان لانے سے نجات حاصل ہو سکتی ہے اعمال صالح کا بجالانا بالکل ضروری نہیں ہے۔ اول تو ایمان بدون اعمال حسنہ جو نجات کا ذریعہ یا راستبازی کا زینہ پولوس صاحب نے ٹھہرایا ہے۔ اس کو خود سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حواری یعقوب مردود قرار دیتا ہے۔ دیکھو خط یعقوب باب ۲ ورس ۲۴ میں لکھا ہے "تم دیکھتے ہو کہ آدمی اعمال سے راستباز ٹھہرایا جاتا ہے صرف ایمان سے نہیں اسی طرح راحب بھی جو فاحشہ تھی جب اس نے جاسوسوں کی مہمانی کی اور انہیں دوسری راہ سے باہر کر دیا گیا اعمال سے راستباز نہ ٹھہری۔ پس جیسا بدن بے روح مردہ ہے ویسا ہی ایمان بے اعمال مردہ ہے"۔

دیکھئے۔ یعقوب حواری صرف ایمان کو بدون اعمال صالح کے مردہ قرار دیتے ہیں کیا مردہ ایمان نجات کا وسیلہ ہو سکتا ہے ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ دوم صرف مجرّد ایمان پر نجات یا راست بازی کا مدار ٹھہرانا پولوس صاحب کا صریح گمراہی پھیلانا اور گناہوں پر دلیر کرنا ہے چنانچہ پولوس کی اس آزادی بخشنے والی یا گناہوں پر افروختہ کرنے والی ناقص تعلیم نے عیسائیوں کو یہاں تک بے لگام کر دیا اور خصوصاً مسئلہ کفّارہ نے چنانچہ لوتھر مارٹین فرقہ پروٹسٹنٹ کے پیشوا فرماتے ہیں کہ فقط ایمان رکھو اور بغیر روزہ کی سختی اور کسی پرہیز کے بار کے بغیر اعتراف کی تکلیف کے اور نیک کاموں کی سختی کے یقین ہی جانو تم بچائے جاؤگے تمھارے واسطے نجات ایسی تحقیق اور بے اٹک ہے جیسی مسیح کے واسطے ہاں گناہ کرو اور خوب دلیری سے گناہ کرو فقط ایمان رکھو اور اگرچہ ایک دن میں ہزار دفعہ حرام کاری یا خون کرو صرف ایمان رکھو کہتا ہوں میں۔ تمھارا ایمان تم کو بچا وے گا۔ دیکھو پادری بیڈیلی صاحب کی کتاب کا ترجمہ طامس انگلش مطبوعہ ۱۸۵۱ء کا صفحہ ۳۳ انتہیٰ۔

اب رہا ذاتِ خود مسئلہ کفّارہ اور اس کی حقیقت بھی ہدیہ ناظرین کی جاتی ہے اول تو اس کفارے کو بائبل ہی ردّ کرتی ہے۔ دیکھو کتاب حزقی ایل باب ۱۸ ورس ۲۔ تم اسرائیل کے ملک

کے حق میں کیوں یہ کہاوت کہتے ہو کہ باپ دادوں نے کھٹے انگور کھائے اور بیٹوں کے دانت کُند ہو گئے۔ خداوند یہواہ کہتا ہے کہ مجھے اپنی حیات کی قسم کہ تم پھر اسرائیل میں یہ مثل نہ کہو گے۔ دیکھو ساری جانیں میری ہیں۔ دیکھو جس طرح باپ کی جان اسی طرح بیٹے کی جان دونوں میری ہیں۔ وہ جان جو گناہ کرتی ہے سو ہی مرے گی۔ باب ایضاً ورس ۲۰ وہ جان جو گناہ کرتی ہے سو ہی مریگی۔ بیٹا باپ کی بدکاری کا بوجھ نہیں اُٹھا دیگا اور نہ باپ بیٹے کی بدکاری کا بوجھ اُٹھاوے گا۔ صادق کی صداقت اسی پر ہوگی اور شریر کی شرارت اسی پر پڑے گی۔ انتہیٰ۔

کیوں عیسائیو! جب الٰہی قانون سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ باپ بیٹے کا یا بیٹا باپ کے گناہوں کا ذمہ وار نہیں ہو سکتا اور یہی عدل بھی ہے اور صادق کی صداقت کا فائدہ صادق کو ہوگا اور شریر کی شرارت کی سزا خود شریر کو ہوگی جو عین انصاف ہے پھر برخلاف عدل خداوندی اور قانون الٰہی کے حضرت مسیح خدا کے صادق بندے پر عیسائیوں کی شرارت اور گناہوں کا بوجھ اللہ جل شانہٗ اپنے انصاف اور عدل کو توڑ کر کیونکر رکھ دیگا ہرگز نہیں ہرگز نہیں اور بائبل سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ شریر صادقوں کا کفّارہ ہونگے۔ دیکھو کتاب امثال باب ۱۱ آیت ۸ میں صاف لکھا ہے۔ صادق مصیبت سے رہائی پاتا ہے اور اُس کے بدلے شریر پکڑا جاتا ہے۔ کتاب ایضاً باب ۲۱ آیت ۱۸۔ شریر لوگ صادقوں کے بدلے اور خطاکار راستبازوں کے عوض فدیہ دیئے جاویں گے انتہیٰ ؂

خلاف بائبل کے عیسائی صاحبان شریروں کے عوض صادق کو فدیہ ٹھہراتے ہیں۔ یعنی اپنی شرارت اور گناہوں کا فدیہ حضرت مسیح صادق کو بناتے اور بائبل کی تکذیب کرتے ہوئے خدا سے نہیں ڈرتے ؂

فدیہ و کفّارہ بذاتِ خود باطل ہے اور اس کے ابطال پر قانون قدرت اور ہمارا مشاہدہ یعنی دو کافی گواہ موجود ہیں۔ دیکھئے کتاب پیدائش باب ۳ آیت ۱۳ سے ۲۹ تک جس کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ منع کیئے ہوئے پھل کھانے پر خدا نے اول سانپ کو سزا دی کہ تُو ملعون ہوا۔ اور اپنے پیٹ کے بل چلے گا اور تمام عمر مٹی کھائیگا۔ دوم حوّا کو

یہ حکم سنایا گیا کہ تیرے حمل میں درد ہو گا اور تو درد سے جنے گی۔ اور تیرا شوق تیرے خصم کی طرف ہو گا اور تیرا خداوند تیرے پر حکومت کریگا۔ سوم آدم کو کہا گیا کہ زمین تیرے باعث سے لعنتی ہوئی۔ وہ تیرے لیئے اونٹ کٹارے اُگائے گی۔ اور تو اپنے مُنہ کے پسینے سے روٹی کھائے گا ؛

یہ تمام سزائیں سانپ اور حوّا اور آدم کو خدائے تعالٰی نے باغ عدن میں منع کیئے ہوئے پھل کھانے کی وجہ سے دیں اور عیسائیوں کا عقیدہ یہ بھی ہے کہ آدم کے گناہ کرنیسے تمام بنی آدم گنہگار ہی پیدا ہوتے ہیں آدم کے گناہ کے باعث تمام نوع انسانی کا گنہگار پیدا ہونا اس گناہ کو عیسائی موروثی یا فطری کہتے ہیں۔ عیسائیوں کا یہ بھی خیال خام ہے کہ مسیح تمام بنی آدم کا کفارہ ہوا تھا چنانچہ یوحنا حواری اپنے خط اول باب ۲ درس ۲ میں لکھتے ہیں۔ وہ یعنی مسیح ہمارے گناہوں کا کفّارہ ہے فقط ہمارے ہی گناہوں کا نہیں بلکہ تمام دنیا کے گناہوں کا بھی ؛

اب اس کفّارے کے ابطال پر بڑی دلیل یہ ہے کہ بقول عیسائیوں کے مسیح کو کفّارہ ہوئے آج ۱۰ ۔ نومبر ۱۹۱۰ء کو ۱۸۷۷ برس ہو چکے مگر کفّارے کا کوئی نتیجہ تسلّی بخش ظاہر نہیں ہوا کیونکہ باغ عدن میں جو منع کیئے ہوئے پھل کھانے پر حوّا اور آدم کو سزائیں ہوئیں تھیں وہ جوں کی توں موجود ہیں آدم کے بجائے اس کی ذرّیت جو موروثی اور فطری گناہ میں ملوّث ہوگئی ہے جس کی سزا مشقّت سے روٹی کمانا اور زمین کا لعنتی ہوکر اونٹ کٹارے اُگانا مقرر ہوا تھا اور عورت کا خاوند کی طرف شوق ہونا اور درد سے اولاد پیدا ہونا اور خاوند کا عورت پر حکومت کرنا یہ سزائیں اب بھی ہماری آنکھوں کے سامنے برقرار ہیں حالانکہ حضرت آدم و حوّا بقول پادری فنڈر صاحب مسیح کے کفّارے پر ایمان بھی لا چکے تھے۔ دیکھو طریق حیات مطبوعہ ۱۸۶۷ء کے صفحہ ۱۹ سطر ۳ میں لکھا ہے۔ اور موعودہ نجات دینے والے پر ایمان لانے سے جو توریت اور انجیل کی آیت کے موافق یسوع مسیح ہے آدم کی توجہ خدا کی درگاہ میں قبول ہوئی۔ انتہی ؛

ظاہر ہے کہ اگر حضرت آدم و حوّا کی توبہ اور مسیح کے کفّارے پر ایمان لانے۔

بخشش ہوجاتی اور کفّارے کا نیک اثر پایا جاتا تو آدم کی ذرّیت میں فطری گناہ کا اثر بالکل نہ رہتا اور جو سزائیں آدم وحوّا کو تجویز ہوئی تھیں موقوف ہوکر ذرّیت آدم بدون مشقت روٹی کھاتی اور زمین بھی لعنت سے پاک ہوکر کانٹے اُگانے سے رُک جاتی اور عورتیں بدون درد کے بچے جنتیں وغیرہ وغیرہ مگر اُن سزاؤں کا جاری رہنا ثابت کر رہا ہے کہ مسیح کا کفّارہ درگاہ الٰہی میں ہنوز منظور ہی نہیں ہوا۔ اگر منظور ہوجاتا تو یہ عام سزائیں ضرور اُٹھ جاتیں بس ہمارا مشاہدہ عینی قانونِ قدرت پر نظر ڈالنے سے شہادت دے رہا ہے کہ مسیح کے کفّارے سے گناہوں کی بخشش کا ہونا سراسر باطل ہے ؛

اب ہم مثال کے طور پر مسئلہ کفّارہ کا بیکار ہونا ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ مثلاً پنڈت گنگا رام نے اپنی عمر کا ایک حصہ تقریباً چالیس سال اپنے آبائی مذہب بت پرستی میں بسر کیا۔ بعد ازاں پنڈت صاحب کو تحقیق ہوگیا کہ میرا قدیم مذہب بالکل باطل ہے اور مذہب مسیحی نہایت عمدہ ہے پنڈت صاحب موصوف بڑی خوشی سے مسیحی ہوگئے اور اس تبدیلیٔ مذہب میں پنڈت گنگا رام صاحب کو محض نجات ابدی مدِ نظر ہے کوئی دنیوی لالچ عام مسیحیوں کی طرح نہیں ہے اور اصطباغ بھی باشاہد پادری بشپ صاحب سے لیا اور عشائے ربّانی میں بھی داخل ہوئے۔ عیسائیوں کا خیال ہے کہ پنڈت گنگا رام صاحب نے جو بعد بلوغت چالیس برس کی عمر تک گناہ کیئے تھے وہ مسیح کے خون سے دھوئے گئے اور پنڈت صاحب بالکل گناہوں سے پاک ہوگئے اور گناہوں سے پاک ہوکر آدمی نجات ابدی پاسکتا ہے اس لیئے پنڈت صاحب نجات یافتہ ہوگئے۔ عیسائیوں کی اس خام خیالی کے جواب میں کہا جاتا ہے کہ از روئے بائبل اور قرآن پاک سچی توبہ سے گناہ معاف ہوجاتے ہیں اور توبہ کا منظور ہونا خدا کی رحمت کا ثبوت دے رہا ہے۔ دیکھیئے کتاب یسعیاہ باب ۵۵ آیت ۷ میں لکھا ہے۔ جو شریر وفاسق اپنے اندیشوں سے باز آوے اور خدا کی طرف پھرے سو وہ رحم کریگا اور کثرت سے عفو کریگا۔ انتہیٰ ؛

توبہ کے معنے گناہ سے پھرنا۔ باز آنا کے ہیں اور توبہ سے گناہوں کا بخشا جانا۔ انجیل لوقا

باب ۱۵ آیت ۳ سے ثابت ہے "تب اس نے یعنی مسیح نے اُن سے یہ تمثیل کہی کہ تم میں سے کون ہے کہ جس کے پاس سو بھیڑ ہوں اگر اُن میں سے ایک کھوئی جائے اُن ننانوے کو جنگل میں نہ چھوڑے اور اس کھوئی ہوئی کو جب تک نہ پاوے ڈھونڈھا نہ کرے اور پا کے خوشی سے اپنے کاندھے پر اُٹھا نہ لے اور گھر میں جا کے دوستوں اور پڑوسیوں کو بلا کے نہ کہے کہ میرے ساتھ خوشی کرو کیونکہ مَیں نے اپنی کھوئی ہوئی بھیڑ پائی مَیں تم سے کہتا ہوں کہ اس ہی طور پر آسمان میں ایک گنہگار کے واسطے جو توبہ کرتا ہے ننانوے راستبازوں سے جو توبہ کی حاجت نہیں رکھتے زیادہ خوشی ہوگی"۔ انتہٰی ۞

دیکھئے سچی توبہ سے آسمان پر خدا خوش ہوتا ہے اور خدا کی خوشی کا نتیجہ اس کی رحمت ہے جس سے گناہ معاف کر دیتا ہے چنانچہ پولوس اپنے خط دوم قرنیتوں کے باب ۷ ورس ۹ میں فرماتے ہیں۔ "اب مَیں خوش ہوا ہوں اس واسطے کہ تم غمگین ہوئے پر اس واسطے کہ تمھارے غم کا انجام توبہ ہوا کیونکہ تم خدا کے لیئے غمگین ہوئے تاکہ ہم سے بات میں نقصان نہ پاؤ۔ کیونکہ وہ غم جو خدا کے لیئے ہے ایسی توبہ پیدا کرتا ہے جس سے نجات ہوتی ہے" انتہٰی ۞

دیکھئے سچّی توبہ سے نجات کا حاصل ہونا پولوس صاحب نے تسلیم کر لیا ہے اور توبہ سے گناہوں کی معافی کا ذکر بائبل میں بکثرت پایا جاتا ہے جس کا کوئی عیسائی انکار نہیں کر سکتا پھر کیوں عیسائی صاحبان توبہ سے گناہوں کی معافی کا مسئلہ بائبل میں موجود پاکر پنڈت گنگا رام صاحب کے گناہوں کا سچّی توبہ سے معاف ہونا تسلیم نہیں کرتے اور ناحق کفّارہ کا مسئلہ جو سراسر عدلِ خداوندی کے خلاف ہے از راہِ نادانی پیش کرتے ہیں عیسائیوں کا سچّی توبہ سے گناہوں کا معاف ہونا نہ تسلیم کرنا بائیبل کی تکذیب کرنا ہے۔ بالفرض اگر بقول عیسائیوں کے سچّی توبہ سے گناہ معاف نہیں ہوتے اور جہاں جہاں بائیبل میں سچّی توبہ سے گناہ معاف ہونے کا بیان ہے بالکل غلط اور سراسر جھوٹ ہے، اور پنڈت گنگا رام صاحب کے گناہ مسیح کے خون ـ

دھوئے گئے یعنی مسیح کے کفارے پر ایمان لانے سے پنڈت گنگا رام اپنے پہلے گناہوں سے
پاک ہوگیا تو یہاں پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ پنڈت صاحب موصوف جب چالیس
برس کی عمر میں عیسائی ہوئے اور عیسائی ہونے سے ان کے پہلے گناہ بقول عیسائیوں
کے مسیح کے خون سے دھوئے گئے۔ پھر عیسائیت کی حالت میں پنڈت گنگا رام صاحب
بیس سال اور جی کر ساٹھ برس کی عمر پوری کرکے فوت ہوئے اس بیس سال میں جو عیسائیت
میں گذرے پنڈت صاحب سے گناہ سرزد ہوئے ہونگے یا نہیں۔ شق اول اگر پنڈت صاحب
بالکل گناہ نہیں کرینگے اور ان کو گناہوں سے بکلی نفرت ہوجائے گی جیسا کہ پادری فورمن
صاحب لاہوری اپنی کتاب تیغ و سپر عیسوی مطبوعہ ۱۸۸۵ء کے صفحہ ۷۰ میں فرما چکے ہیں
تو یہ خیال پادری فورمن صاحب اور عام عیسائیوں کا بالکل غلط ہے کیا عیسائیوں کو بحالتِ
عیسائیت یہودہ حواری کا جو از روئے انجیل متی باب ۱۹ آیت ۲۸ بارھویں تخت کا وارث تھا
چوری کرنا یاد نہیں ہے؟ دیکھو انجیل یوحنا باب ۱۲ آیت ۶۔ اور پطرس حواری کا اپنی جان بچانے
کے لئے جھوٹی قسمیں کھانا عیسائیت کی حالت میں انجیل متی باب ۲۶ ورس ۷۲ و ۷۴ سے
عیسائی صاحبان معلوم کر سکتے ہیں علیٰ ہذا القیاس یہی حال تمام مؤلفین اناجیل کا تھا
حتیٰ کہ مؤلفین اناجیل حضرت مسیح سے بے ایمانی کا خطاب حاصل چکے ہیں دیکھو انجیل مرقس
باب ۱۶ آیت ۱۴۔ اور یوحنا حواری کلیہ طور پر جمع کے صیغہ سے اپنے خط دوم باب اول آیت ۸
میں فرماتے ہیں۔ اگر کہیں کہ ہم بے گناہ ہیں تو ہم اپنے تئیں فریب دیتے ہیں اور سچائی
ہم میں نہیں۔ جائے انصاف ہے کہ مسیح کے ہاتھ پر ایمان لانے والے خاص حواری حالتِ
عیسائیت میں گناہ کرتے رہے اور خود وہ اپنے گنہگار ہونے کا اقرار بھی کریں باوجود انجیل
میں یہ حالات دن رات پڑھتے ہوئے کس شیخی پر پادری فورمن صاحب نے لکھ مارا کہ سچا عیسائی
بحالتِ عیسائیت گناہ نہیں کرتا افسوس عیسائی از روئے بائبل پیغمبروں کو تو حالتِ پیغمبری
گنہگار خیال کریں جیسا کہ پادری فنڈر صاحب اپنی کتاب طریق النجات مطبوعہ ۱۸۶۶ء کے
صفحہ ۲۹ سطر ۱۲ میں لکھتے ہیں۔ مقدس کتابوں میں آدم کا اور بعض پیغمبروں کا گناہ مثل
نوح و داؤد و سلیمان و یونس وغیرہ کے لکھا ہے تاکہ ظاہر ہو کہ ہر آدمی بلکہ پیغمبر بھی گناہ میں

پھنسے ہیں۔ انتہی ؛

چاہئے غور ہے کہ جب بقول پادری فنڈر صاحب پیغمبر حالت پیغمبری میں گناہ کرتے رہے تو نومرید خاکروب وچمار اور ہندو ومشرک جو بموجب کتاب خروج باب ۲۰ ورس ۵ کے اپنے والدین کے شرک کی وجہ سے چار پُشت تک پاک نہیں ہو سکتے مسیحی ہوتے ہی گناہوں سے پاک ہو کر بے گناہ ہو جائیں اور پھر اُن میں گناہ کا مادہ ہی نہ رہے اس سفید جھوٹ کا کیا ٹھکانہ ہے۔ شق ثانی اگر پنڈت گنگا رام صاحب بعد عیسائی ہونیکے اور حالت عیسائیت میں گناہ کریں گے اور ضرور کریں گے۔ اور عام عیسائی حالت عیسائیت میں رات دن گناہ کرتے ہیں تو عیسائیت کی حالت میں گناہ کرنیوالوں کے حق میں خط عبرانیہ کے مصنف کا یہ فتویٰ موجود ہے کہ حالت عیسائیت میں گناہ کرنیوالے ابدی جہنمی ہیں دیکھو خط عبرانیہ باب ۶ آیت ۴ میں صاف لکھا ہے۔ کیونکہ وے جو ایک بار روشن ہوئے اور آسمانی بخشش کا مزہ چکھا اور روح قدس میں شریک ہوئے اور خدا کے عمدہ کلام و آئندہ جہان کی قدرتوں کا مزہ اُڑایا اگر گر جاویں تو انہیں پھر از سر نو کھڑا کرنا تا کہ وے توبہ کریں ناممکن ہے کیونکہ انہوں نے خدا کے بیٹے کو اپنے لیئے دوبارہ صلیب پر کھینچکر ذلیل کیا۔ کیونکہ جو زمین اس مینہ کو کہ بار بار اس پر برسے پی جاتی ہے اور ایسی سبزی جو کسان کو مفید ہو لاتی ہے سو خدا سے برکت پاتی ہے پر وہ جو کانٹے اور اونٹ کٹارے پیدا کرتی ہے نامقبول اور نزدیک ہے کہ لعنتی ہو جس کا انجام جلنا ہو گا۔ انتہی ؛

دیکھئے عبارت مذکورہ بالا سے صریح اور صاف معلوم ہوتا ہے کہ عیسائی ہو کر آسمانی روشنی سے روشن یعنی روح قدس سے فیض یاب ہو کر اور کلام الٰہی کے راز کے مزے پاکر۔ اگر گر جاویں یعنی گناہ کر کے تنزل کی حالت میں گر جاویں تو ان لوگوں کا از سر نو کھڑا کرنا یعنی ان کا توبہ کر کے اصلی حالت پر آجانا غیر ممکن ہے کیونکہ انہوں نے ایک دفعہ اپنے گناہ کا بوجھ مسیح پر رکھ کر دوبارہ پھر گناہ کا بوجھ مسیح پر ڈالنا چاہا یہ دوبارہ اپنے گناہوں کا بوجھ مسیح پر رکھنا مسیح کو دوبارہ صلیب پر کھینچکر ذلیل کرنا ہے اس لیئے

حالتِ عیسائیت میں گناہ کرنیوالے کی توبہ قبول ہونی امکان سے خارج ہے جب توبہ قبول نہ ہوئی تو یہ گناہ دوزخ کا باعث ہونگے۔ چنانچہ اس بیان مذکورہ بالا کی تائید خط عبرانیہ باب۱۰ ورس ۲۶ سے بخوبی ہوتی ہے کیونکہ اگر بعد اس کے کہ ہم نے سچائی کی پہچان حاصل کی ہے جان بوجھ کے گناہ کریں تو پھر گناہوں کے لیئے کوئی قربانی نہیں مگر عدالت کا ایک ہولناک انتظار اور آتشی غضب جو مخالفوں کو کھالے گا باقی ہے۔ انتہیٰ *

سچّائی کی پہچان یعنی دین عیسوی کی سچائی جان کر عیسائی ہونا اور پھر حالتِ عیسائیت میں گناہ کرنا تو ان گناہوں کے لیئے کوئی فدیہ باقی نہیں کیونکہ عیسائی ہونے کے پہلے جو گناہ ہوئے تھے وہ تو مسیح کے خون نے دھو دیئے اب بعد عیسائی ہونے کے جو گناہ ہونگے ان کے لیئے کوئی اور قربانی باقی نہیں جو یہ گناہ دھوئے جاویں مگر ایسے گنہگاروں کے لیئے عدالت کا ایک ہولناک انتظار اور آتشی غضب یعنی دوزخ جو گنہگاروں کے لیئے تیار کیا گیا ہے باقی ہے یعنی حالتِ عیسائیت میں گناہ کرنے والا سیدھا جہنّم میں داخل کیا جاویگا۔ عیسائی ہوکر گناہوں سے بچنا غیر ممکن اور گناہوں کا بدلہ صریح دوزخ گویا عیسائی ہونا جہنّمی ہونا ہے اگر کسی عیسائی کے دل میں یہ خیال گذرے کہ جو گناہ حالتِ عیسائیت میں عیسائیوں سے ہوتے ہیں وہ بذریعہ توبہ بخشے جا سکتے ہیں اس کے جواب میں کہا جاتا ہے کہ پادری فنڈر صاحب اپنی کتاب طریق النجات مطبوعہ ۱۸۶۷ء کے صفحہ ۵۴ سطر ۹ میں فرماتے ہیں۔ توبہ و بازگشت کے سبب گناہ کی سزا سے درگذر نہ کرے گا۔ انتہیٰ *

اِس سے ظاہر ہے کہ گناہ کی سزا سے درگذر نہ ہوگی اور بقول پادری فنڈر صاحب مندرجہ میزان حق صفحہ ۳۵ سطر ۱۶ توبہ و بازگشت گناہوں کا کفّارہ نہیں ہوسکتا اور گناہ صرف اسی سے معاف نہ ہوگا۔ انتہیٰ *

الغرض عیسائی مذہب کا دارومدار اور نجات کا ذریعہ مسئلہ فدیہ اور کفّارہ نجات کے لیئے کافی نہیں ہوسکتا اور نہ کوئی مسیحی مسیحیت کی حالت میں گناہوں سے بچ سکتا ہے اور نہ نجات ابدی پاسکتا ہے بلکہ از روے خط عبرانیہ دوزخی ہوسکتا ہے سو عیسائیوں!

نجات کا ٹھیکہ ٹوٹ گیا اور مفت کی نجات کا ستون یعنی تمہارے فرضی کفارے کا ابطال درحقیقت تمہاری نجات کا ابطال ہے جو انجیل ہی سے کرکے دکھلادیا گیا ہے ؛

# اسلام اور دیگر مذاہب

مرقومہ حضرت میر ناصر نواب صاحب

عیسائیوں نے یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ قرآن شریف پچھلی کتابوں سے بطور سرقہ لیا گیا ہے کیونکہ تعلیمیں ملتی جلتی ہیں لہٰذا وہ انسانی تصنیف ہے پھر عیسائیوں کے خوشہ چین آریہ صاحبان نے اُن کی پیروی کرکے یہی الزام قرآن شریف پر لگایا ہے اسلئے مجھے خیال آیا کہ اپنی مبارک و حقانی کتاب اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سے میں بھی بقدر اپنی طاقت کے اس الزام کو دُور کروں ؛

حقیقت یہ ہے کہ ملتی جلتی تعلیم سے ان لوگوں نے دھوکہ کھایا ہے یا مخلوق خدا کو دھوکہ دینا چاہا ہے سو سب سے پہلے خیال کرو کہ پچھلے زمانہ کے دولتمندوں کے پاس روپیہ اشرفیاں لعل جواہر موتی ہیرے گھوڑے ہاتھی وغیرہ ہوتے تھے۔ اور اس زمانہ کے اُمرا بھی یہی چیزیں رکھتے ہیں تو کیا اگر پچھلے لکھ پتیوں سے زیادہ اس زمانہ میں کوئی کروڑ پتی یا پدم پتی ہو تو وہ اس سبب سے دولتمند نہ گنا جاوے کہ یہ دولت تو پہلے بھی ہوتی تھی اور ایسے امیر تو پہلے بھی ہو چکے ہیں یہ دولت اُنکی چرائی ہوئی ہے جب دولتمندی کے بھی مسلم نشانات ہیں تو کیا اب یہ مخالفان اسلام چاہتے ہیں کہ اب جو دولتمند ہو اسکے خزانہ میں بجائے روپیہ کے نجاست کے ڈھیر ہوں تب معلوم ہو کہ وہ دولتمند ہے یا پہلے امرا کے باغوں میں امرود و انار و انگور کھجوریں ناشپاتیاں کیلے وغیرہ کے درخت ہوتے تھے اور اب جو نہایت عمدہ باغ کوئی لگا تو اسمیں

ان درختوں میں سے کسی کا نام بھی نہ ہو بلکہ نیم بکائن ببول اندرائین دھتورہ وغیرہ
لگائے جائیں تب ثابت ہو کہ یہ باغ انوکھا ہے ورنہ ثابت ہوگا کہ پچھلوں کا سرقہ ہے
اسپر بھی غور کرو پہلے بادشاہ اپنے اعلیٰ درجہ کے امیروں کو خطابات دیا کرتے تھے
تو اُن کا مضمون اس قسم کا ہوتا تھا ہمارے قوت بازو یا ہمارے خیرخواہ یا سلطنت
کی پشت و پناہ وغیرہ اب اسکے برخلاف باغی سرکش دشمنِ سلطنت حرامخور
وغیرہ خطابات عطا ہوں تب معلوم ہو کہ پچھلوں کا سرقہ نہیں ہے پچھلے خوبصورتوں
کی تعریف ہوئی تھی عمدہ بوٹا سا قد چاند کی طرح چہرہ گورا رنگ دانت موتی کی لڑیاں
آنکھیں حور جیسی ناک سو تواں ٹھوڑی تارا ماتھے چاند کان جیسے پھول وغیرہ۔
اب ہمارے مدعی چاہتے ہیں کہ یہ تعریفیں تو باسی ہو چکی ہیں اب اس کے برخلاف یہ
تعریف معشوقوں کی ہونی چاہیئے تاڑ کے برابر قد سور کا سا چہرہ شبِ دیجور کی طرح
رنگ کتے جیسے دانت ہاتھی کی طرح آنکھیں پکوڑے جیسی ناک مسے والی ٹھوڑی
رسولی والا ماتھا خرگوش کی طرح کان۔ پچھلے انبیاء وحدانیت کی تعلیم دیتے تھے :۔
راست گفتاری اور نیک کرداری کا حکم فرماتے تھے زنا سے روکتے تھے فساد سے اور
لوٹ مار سے ہٹاتے تھے حرص و لالچ سے منع فرماتے تھے عبادت الٰہی کا حکم کرتے تھے
وغیرہ۔ اب جو نبی تشریف لاویں تو انکی صداقت کا معیار یہ ہو کہ شرک کا حکم کریں عبادت سے
روکیں راست گفتاری و نیک کرداری کے پاس قطعاً نہ جانے دیں زنا کو جائز فرماویں
فساد اور لوٹ مار کو فرض و واجب ٹھہرادیں حرص و لالچ کو باعث ثواب کہیں وغیرہ۔
پہلے نبیوں نے حکم فرمایا ہے خون نہ کرو ماں باپ کا ادب کرو اب جو نبی ہو وہ اس کے
برخلاف حکم دے کہ خونریزی ثواب ہے اور ماں باپ کا ادب باعثِ عذاب۔ ماں باپ کو
خوب جوتے مارنے چاہئیں اور ہرگز اُن کی اطاعت نہیں کرنی چاہیئے اور
ہر ایک گھر میں ایک پتھر عبادت کے لیئے ضرور رکھا جاوے تب ثابت ہو کہ اس نبی نے
توراۃ سے اپنی تعلیم نہیں چرائی اور نیز یہ حکم کرے کہ خدا سے پیار نہ کرو بلکہ دنیا سے
دل لگاؤ اور مخلوقِ خدا کو پیار نہ کرو بلکہ جسقدر ممکن ہو انکو ستاؤ تو معلوم ہو کہ انجیل

سے اس بزرگ نے کچھ نہیں حاصل کیا بلکہ اس شخص کی طرح جس نے گندہ بروزہ کے ساتھ خشکہ کھا کر کہا کہ خشکہ باگندہ بروزہ اگرچہ گندہ است لیکن ایجاد بندہ است۔

پیارے ناظرین! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کب فرمایا ہے کہ میں تمام دنیا سے جداگانہ مذہب لایا ہوں جو پچھلے مذاہب سے بھی بالکل الگ ہے اور فطرت انسانی سے مغائر ہے اور قرآن شریف نے کس جگہ دعویٰ کیا ہے کہ میرا گذشتہ مذاہب سے کچھ بھی تعلق نہیں، بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور قرآن شریف نے تو بار بار ذکر کیا ہے کہ قرآن شریف گذشتہ مذاہب کی اصلاح کے لیے آیا اور اللہ تعالیٰ نے گذشتہ کتابوں کی غلطیوں کی اس میں اصلاح فرمائی پچھلے کل باغوں کے درخت اس باغ میں لگا دیئے ہیں اور پچھلے کل خزانوں کے مال و دولت اس خزانہ میں جمع کر دیئے ہیں اور کل معشوقوں کے خد و خال و حسن و جمال اس قرآن شریف کے پاک چہرہ میں اکٹھے فرما دیئے ہیں۔

نزول قرآن شریف کے وقت نبوت کا خوشنما چہرہ بدنما کیا گیا تھا اور نبوت کے باغ ویران ہو گئے تھے اور اس کے مالی پانی دینے والے اور صاف کرنیوالے مر چکے تھے اور نبوت کے محل بوم و چغد کا مسکن بن گئے تھے نبوت کے خزانے تاراج ہو چکے تھے ہر ایک چیز اپنی جگہ سے سرک گئی تھی نمک اور مٹھاس میں کوئی فرق کرنیوالا نہیں تھا آب شیریں و آب شور ایک برتن میں جمع کیے گئے تھے موتی اور ٹھیکریاں ایک جگہ میں اکٹھی کی گئی تھیں سوئر اور بھیڑ کے گلے ایک مکان میں رکھے جاتے تھے اور دونوں کو یکساں حلال سمجھ کر کھایا جاتا مذہبی نشانات بھی مٹائے گئے تھے ختنہ کی رسم عیسائیوں نے موقوف کر دی تھی اور حرام خوری و حرام کاری سے نہیں شرماتے تھے لکڑیوں کی صلیبیں بڑے بڑے عقلمندوں کے گلوں کا ہار تھیں۔ ادھر ہندوستان میں بت پرستی اور دیوی دیوتا کی پوجا ترقی پر تھی بے حیائی یہاں تک بڑھ گئی تھی کہ فرج پرستی بھی ہوتی تھی اور شرک و بت پرستی و فرج پرستی کو ثواب سمجھا جاتا تھا ترقی کے رستے مٹ گئے تھے بلکہ دین و دنیا میں ترقی معکوس ہو رہی تھی لوٹ مار اور گشت و خون کے

بازار گرم تھے خدا کی عبادت کا ایک مکان بھی نہ تھا نہ اب ہے بلکہ لاکھوں کروڑوں دیوی دوارہ اور ٹھاکر دوارہ بنے ہوئے تھے اور بنتے جاتے تھے بلکہ اب بھی بن رہے ہیں اور آیندہ بھی بنتے جائیں گے آریوں نے بھی کوئی خالص خدا کی عبادت کا مکان ہنوز نہیں بنایا اور نہ خدا کی عبادت کا اُن کو اسطرح شوق ہے جسطرح مسلمانوں کو ہے۔

غرضکہ نزول قرآن کے وقت تمام ادیان مرچکے تھے اور تباہ ہو گئے تھے قرآن کریم اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مرے ہوئے مذاہب کو دوبارہ زندہ کیا اور جو نقص ان میں تھے انکو نکالدیا اور دوسرے کمال انہیں اضافہ کرکے اس کا نام اسلام رکھا جس کو اسم بامسمیٰ کہنا واجب ہے۔

پچھلے ادیان کہنہ محلوں کی طرح شکستہ و ویران ولائق مرمت ہو گئے تھے اور ایک زمانہ دراز سے اس کے ساکنین مرکھپ چکے تھے اور ان کا کوئی وارث حقیقی زندہ نہیں تھا بلکہ موجودہ اینٹوں کے ڈھیر پر دوسرے گنوار اور نااہل قابض تھے اللہ تعالےٰ نے ان سب ویران اور اُجاڑ محلوں کے مصالحہ سے ایک نیا محل تیار کیا جس کا نام قرآن ہے اور اپنے فضل وکرم سے اور مصالحہ بھی اس کی تکمیل میں اپنے خزانہ عامرہ سے لگایا یہانتک کہ وہ محل مکمل ہو گیا پچھلے محلوں میں کوئی ایسا کمرہ نہیں تھا جو اس میں نہیں ہے نہ کوئی ایسی شاہ نشین تھی جو اس میں نہیں تعمیر کی گئی ہر موسم کے آرام کے مکان ہیں خلوت وجلوت کے ہال ہیں ہر قسم کے اسباب سے یہ محل سجا ہوا ہے کوئی ضروری سامان نہیں جو اس میں مہیّا نہ ہوں اندر باہر سے یہ محل آراستہ وپیراستہ ہے۔ دربار کے مکان بھی ہیں زنان خانے بھی ہیں پائیں باغ بھی ہیں کچہریاں بھی ہیں اصطبل بھی ہیں فیل خانے اور شتر خانے بھی ہیں سول اور ملٹری محکمے موجود ہیں ججوں اور منصفوں کے لئے جگہ ہے

حسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضا داری ؎ آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

جو کچھ پچھلے متعدد محلوں میں تھا وہ بھی اس محل میں ہے اور اس سے زیادہ بھی ہے اب اس پر زیادت ناممکن ہے جیساکہ انسان کی پیدائیش جامع کل موجودات ہے اسی طرح قرآن شریف کُل مذاہب کی حقانی باتوں کا جامع ہے ایک دائرہ کی طرح کُل صداقتوں پر

محیط ہے اسپر زیادتی ہوگی تو بدنمائی ہوگی کیونکہ خوشنمائی اور کمال کی اسپر حد ہو چکی ہے
کسی آدمی کے ہاتھ میں اگر چھ انگلیاں ہوں تو یہ زیادتی باعث نقصان ہوگی نہ کہ سبب کمال
یا اگر انسانی جسم پر خصوصاً چہرہ پر مسّے اور رسولیاں پیدا ہو جاویں تو بیماری کہلائے گی نہ
زیادت حسن و جمال۔
عیسائیوں کو اپنے کفارہ اور تثلیث کا بہت ناز ہے اور آریوں کو اداگون اور نیوگ کا
بڑا گھمنڈ ہے۔ الله الله اسلام کے معترض اپنے نقصوں کی طرف خیال بھی نہیں
فرماتے اور اسلام کے حسن کو قبح سے تعبیر کرتے ہیں اپنی آنکھ کے شہتیر کو تنکے سے
بھی کمتر سمجھتے ہیں اور اسلام کی خوبیوں کو معائب بتاتے ہیں تعصّب بھی عجب بُری
بلا ہے اس میں آدمی اندھا ہو جاتا ہے بہرا ہو جاتا ہے عقل ماری جاتی ہے غیرت
اُڑ جاتی ہے شرم نہیں رہتی انصاف کا خون ہوتا۔ بھلے چنگوں کو مذہبی جنون ہوتا ہے
دنیا کے معاملات میں بڑے ہشیار بڑے لائق فائق بڑے موجد بڑے صناع بڑے
سوداگر بڑے امیر بڑے مدبّر بڑے منصف۔ مگر دین کے معاملہ میں بڑے نادان
بڑے کمزور بڑے پست .......... بڑے بودے بڑے ناقص بڑے
لاپروا ع ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا۔ مناسب تو یہ تھا کہ دین کا نام ہی
نہ لیتے اس کا ذکر بھی درمیان نہ لاتے نہیں بلکہ دنیا سے زیادہ ان کے پادری دین کی
منادی میں سرگرم ہیں کروڑوں روپیہ پانی کی طرح لٹاتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ امیروں کو
غریبوں کو ہندوؤں کو مسلمانوں کو چوہڑوں کو چماروں کو عیسائی بنالیں اور اپنی طرح
انسان پرستی پر قائم کریں۔ اصل غرض وہی عیسائی بنانا ہے اور کوئی مطلب نہیں
عیسیٰ عیسیٰ بول تیرا کیا لگے کا مول۔ یہ اُن عقلمندوں کا وظیفہ ہے انکے مُنہ سے
خدا کا نام کہیں نہیں سنا خدا کو چھوڑ کر مسیح کے نام کے گیت گاتے پھرتے ہیں اور اس کا
جلال سناتے پھرتے ہیں پھر اپنی نجات کیلئے حضرت مسیح ناصری علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسے مقدس
و مطہر انسان کیلئے ملعون ہونا اور تین دن کے لیئے دوزخ میں رہنا قبول کرتے
ہیں خدا سے نہیں شرماتے خدائے تعالیٰ ہدایت دے۔ آریہ صاحبان جنہوں نے چالیس

سال سے ہندوؤں کے گھر میں جنم لیا۔ ہے جب سے ان آرین مہاشوں نے رشی دیانند کے وید بھاش کو پڑھا ہے اور بھبونی سبھا کا مطالعہ کیا ہے تب سے ان لوگوں کے دلوں میں ایک خاص ولولہ اور جوش پیدا ہو گیا ہے جس کے باعث یہ لوگ اپنے سے غیر مذاہب والوں کو عموماً نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں جس کی وجہ سے مذہبی طبقہ میں آزردگی اور کشیدگی کی کھاڑی وسیع ہوئے جا رہی ہے ..........

... اپنے نئے مذہب کی تائید میں اخبار نکالتے ہیں رسالے چھاپتے ہیں سماجیں بناتے ہیں سکول اور کالج بناتے ہیں لوگوں کو اپنے مذہب میں داخل کرنے کیلئے کوشش کرتے ہیں خدا اور رسول کو گالیاں دیتے ہیں بزرگوں اور پیشواؤں کی ہجو کرتے ہیں جھوٹے الزام مسلمانوں کے بزرگوں پر لگاتے ہیں مسلمانوں کو بھی اُکساتے ہیں کہ ہمارے ساتھ ہوں سکھوں کو بھی ورغلاتے ہیں شُدھیاں دو چار کر چکے ہیں جس میں بجز ندامت کچھ ہاتھ نہیں آیا اور شُدھ ہونے والے بھی اکثر بڑے جھوٹے نکلے نہیں مردم شناسی بھی نہیں ایک شخص کو جو مسلمان نہیں تھا مسلمان ٹھہرا کر آریہ بنایا اس نے عجیب عجیب گُل کھلائے مگر انہوں نے سبق حاصل کیا اور ایک انگریز کو آریہ بنایا وہ کھا پیکر چمپت ہوا ایسا گیا جیسے گدھے کے سر سے سینگ اور ایک شخص کو مولوی اور سید بنا کر مسلمانوں کو اس کے نام سے گالیاں دیں آخر اس کا بھانڈا پھُوٹ گیا اور معلوم ہو گیا کہ یہ سب آریہ صاحبان کی عنایت تھی وہ شخص پڑھا لکھا بھی معمولی تھا چہ جائیکہ مولوی۔ معلوم نہیں کہ اصل میں آریہ صاحبان کا کیا قصد ہے اُن کے وید میں بے شک جہاد کا حکم ہے لیکن اب وہ زمانہ نہیں۔

ہمارے امام عالی مقام علیہ السلام نے آجکل جہاد کے حرام ہونے میں ایک نظم لکھی ہے جس کا پہلا شعر یہ ہے

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال ٭ دیں کے لیئے حرام ہے اب جنگ اور جدال

اب زمانہ بدل گیا ہے یہ علم وعقل کا زمانہ ہے دنیا نے کایا پلٹ لی ہے۔ آج یہ پادری

اور آریہ دونوں اسلام کے برخلاف تُلے ہوئے ہیں اور ہم پر چڑھے آتے ہیں اور کچھ نہ کچھ چھیڑ چھاڑ کرتے رہتے ہیں - لڑائیاں* شروع ہیں آخر اسلام کی فتح ہوگی جتنا اسلام نے گھٹنا تھا گھٹ چکا اب یہ بڑھے گا خوش نصیب اور عقلمند اسلام میں داخل ہونگے - اور بیوقوف اور بے عقل پست حالت میں گر جائیں گے اور لاجواب ہوکر شرمندہ ہونگے اسلام کا باغ پھولے گا پھلے گا اور کانٹے دار جھاڑیاں کاٹی جائیں گی اور جلائی جائیں گی خدا کے فضل کی ہوا چلے گی اور آنکھوں سے پردہ اُڑا دے گی کانوں کے بوجھ دُور ہو جائیں گے عقلیں اور ذہن مصفّا و معطر ہو جائیں گے - اندھا پن اور بہرا پن دُور ہو جائے گا - حضرت میرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی مسعودؑ کی تصانیف لوگ غور سے پڑھیں گے اور فائدہ اُٹھائیں گے - اور قرآن شریف و رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائینگے - جطرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت کافر تلوار اُٹھا کر خود قتل کیئے گئے تھے اسی طرح اسلام کے برخلاف قلم اُٹھانیوالے قلم سے ذبح ہونگے کچھ اسلام میں داخل ہونگے اور کچھ چُپ چاپ ہو جائیں گے اسلام سربلند ہوگا سچے مسلمان اقبالمند ہونگے سارے جھگڑے مٹ جائینگے امن و امان ہو جاویگا یا اللہ وہ زمانہ جلد لا اور ہمیں ہماری آنکھوں سے قدرت ثانیہ کا تماشا دکھا - آمین یا رب العالمین

---

# اسلامی یونیورسٹی

حامداً و مصلیاً

ہم مسلمانان ہندوستان کے لیئے سنہ ۱۹۱۱ء (یا سنہ ۱۳۲۹ھ) کیسا مبارک سال ہے جس میں مرحوم سر سید احمد خان بہادر کے پُرانے خواب (اسلامی یونیورسٹی) کی تعبیر کا آغاز ہوگیا - کون خیال کرتا تھا کہ مسلمان اسقدر دلی جوش کے ساتھ ایک اسلامی یونیورسٹی قائم

* یعنی مذہبی مقابلہ و مباحثات - ایڈیٹر

کرنے کے لئے اتنی جلد آمادہ اور مستعد ہو جائیں گے۔ مگر خداوند تعالیٰ جب کسی کام کو کرنا چاہتا ہے تو اس کے سامان ہی جدا نظر آتے ہیں۔ اسلامی یونیورسٹی کی ایسی عام تحریک جو اسوقت ہندوستان کی اسلامی آبادی میں پائی جاتی ہے ہمیں بتاتی ہے کہ اس کا تعلق ارادہ الٰہی کیساتھ ہے جو پورا ہوکر رہیگا ہمیں اس نعمت عظمیٰ کے حاصل کرنے کیلئے پوری کوشش کرنی چاہیئے۔ اور دنیا کو دکھا دینا چاہیئے کہ جس قوم پر سستی کاہلی۔ جہالت کے اعتراضوں کا انبار ہے وہ خدا کے فضل سے اب چست۔ چالاک اور علم دوست قوم بن رہی ہے۔ خداوند تعالیٰ جب کسی کام کا ارادہ کرتا ہے تو سب سے پہلے عام طور پر اس کے اسباب اس دنیا میں پیدا کرتا ہے (اذا اراد اللّٰہ شیئاً ھیأ اسبابہ) یعنی جب خدا کسی کام کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے اسباب مہیا کر دیتا ہے ٹھیک اسی سنت الٰہی کے مطابق اس وقت بھی ایسا ہو رہا ہے ایک طرف تو حضور ملک معظم قیصر ہند کے جشن تاجپوشی کا غلغلہ بلند ہوا اور دوسری طرف ہماری قوم کے پرنس ہز ہائینس سر آغا خان بالقابہ نے اسلامی یونیورسٹی کی تکمیل کا ارادہ کر کے کم سے کم بیس لاکھ روپیہ کے فراہم کرنیکے لئے تمام ہندوستان میں بذات خود سفر کرنا شروع کر دیا جس سے تمام مسلمانان ہندوستان کے دلوں میں وہ روح چمک اٹھی جس کے دیکھنے کا شوق ہر ایک قوم کے بہی خواہ کے دل میں تھا اور جس کے دیکھنے کی آرزو مرحوم سرسید افسوس ہے کہ اپنے ساتھ لے گئے میرے عزیز و بزرگو! اب صرف کام کا وقت ہے اٹھو اور اس ارادہ الٰہی کو پورا کر کے دنیا کو دکھا دو کہ تم میں وہی روح ابتک باقی ہے جو تمہارے اسلاف میں تمہارے مقدس دین اسلام نے ودیعت کی تھی۔ اور ان قوموں کو جو آج دنیا میں زندگی کا دعویٰ کرتی ہیں اپنے طریق عمل سے یہ سمجھا دو کہ حجازی رسول (ارواحنا فداہ) کی پاک اور روحانی تعلیم جو ہر ایک مسلمان کے دل میں ہے کسطرح مشکل سے مشکل کاموں کو آسان کر دیتی ہے

میرے بھائیو! میری آخری عمر کی صرف ایک بڑی تمنا یہ ہے کہ اب تم میں سے ہر شخص اپنا یہ فرض سمجھکر کہ اسلامی یونیورسٹی کو اسکی تکمیل کرنا ہے اپنی پوری کوشش چندہ کی فراہمی میں صرف کرے۔ اور تاجپوشی کے مبارک جشن سے پہلے کم سے کم بیس لاکھ روپیہ فراہم کر کے اپنی قومی زندگی کا عملی ثبوت دیدے۔ ؎ بہر کارے کہ ہمت بستہ گردد ۔ اگر خارے بود گلدستہ گردد

خاکسار۔ مشتاق حسین۔ آنریری سکرٹری تکمیل محمدن یونیورسٹی کمیٹی۔ علیگڈھ ۱۱۔ فروری ۱۹۱۱ء

# صدر انجمن احمدیہ کی ماہوار رپورٹ

حضرت خلیفۃ المسیحؑ کی طبیعت اب خدا کے فضل سے بہت اچھی ہے گو ابھی باہر تشریف نہیں لاتے مگر تھوڑی دُور اُٹھکر چل لیتے ہیں زخم کا اب بہت تھوڑا حصہ باقی ہے خدا کے فضل سے امید ہے کہ اگلی رپورٹ لکھنے تک زخم پورا مندمل ہو جاویگا *

اسلامی یونیورسٹی۔ اسلامی یونیورسٹی کے متعلق جو اعلان عالی جناب نواب وقار الملک کی طرف سے شائع ہوا ہے وہ دوسری جگہ اس رسالہ میں درج ہو چکا ہے۔ چونکہ بہت احباب دریافت کرتے تھے کہ ہمیں اس تحریک میں شریک ہونا چاہیئے یا نہیں اس لیئے اسکے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح نے ان سب احباب کی ہدایت کے لیئے جنہوں نے آپکے ہاتھ پر بیعت کی ہے ایک عام اعلان شائع فرمایا ہے۔ جسپر ہمارے سب احباب کو کاربند ہونا چاہیئے۔ وہ اعلان جس کا عنوان ہے۔ "اعلان ضروری بہ تعلق تکمیل تجویز محمڈن یونیورسٹی" حسب ذیل ہے:-

"چونکہ اس وقت ایک عام تحریک ایک اسلامی یونیورسٹی کی ہندوستان میں قائم کرنیکے لیئے ہو رہی ہے۔ اور بعض احباب نے یہ دریافت کیا ہے کہ اس چندہ میں ہمیں بھی شامل ہونا چاہیئے یا نہیں اس لیئے ان سب احباب کی اطلاع کے لیئے جو اس سلسلہ میں شامل ہیں یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ اگرچہ ہمارے اپنے سلسلہ کی خاص ضروریات بہت ہیں اور ہماری قوم پر بہت بوجھ چندوں کا ہے۔ تاہم چونکہ یونیورسٹی کی تحریک ایک نیک اور مفید تحریک ہے اس لیئے ہم یہ ضروری سمجھتے ہیں کہ ہمارے احباب بھی اس تحریک میں شامل ہوں اور قلمی قدمی سخنی درمی مدد دیں"۔ نور الدین

بعض اخبارات میں یہ غلط خبر چھپی ہے کہ جناب خواجہ کمال الدین صاحب وکیل چیف کورٹ پنجاب نے احمدی جماعت کی طرف سے ایک لاکھ روپیہ چندہ فراہم کر دینے کا وعدہ کیا ہے۔ یہ درست نہیں۔ خواجہ صاحب نے جہانتک ہمیں معلوم ہے کوئی ایسا

وعدہ نہیں کیا۔ احمدی جماعت کی شرکت جو کچھ اسلامی یونیورسٹی میں ہوگی وہ اس اعلان کے مطابق ہوگی جو اوپر درج ہے۔ یعنی ہماری جماعت کوئی خاص رقم علیحدہ فراہم کرکے دینے کا وعدہ نہیں کرسکتی۔ ہاں خود حضرت خلیفۃ المسیحؑ نے ایک ہزار روپیہ اس چندہ میں دینے کے لیئے تکمیل کمیٹی کو لکھدیا ہے۔ دوسرے احباب جہانتک اُن کو توفیق ہوگی اسمیں شریک ہوسکیں گے۔ جہانتک چندوں کا سوال ہے ہماری جماعت دوسری جماعتوں یا عامہ اہل اسلام سے ایک حد تک ایک خاص امتیاز رکھتی ہے اور وہ یہ ہے کہ اس چھوٹی سی جماعت پر چندوں کا اسقدر بوجھ ہے کہ دوسری کسی جماعت میں اسکی نظیر نہیں ہے۔ دو مدرسے ایک خالص دینی تعلیم کے لیئے اور ایک دینی و دنیوی تعلیم کے لیئے۔ اشاعت اسلام کا ایک عظیم الشان سلسلہ ایک لنگر خانہ۔ مساکین و یتامی کی پرورش۔ عمارتوں کا وسیع سلسلہ۔ یہ سب کام اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس جماعت کے چندوں سے ہو رہے ہیں اگر سب مسلمان اسطرح پر دینی کاموں کے لیئے چندے دیں جسطرح احمدی جماعت دیتی ہے تو بیس لاکھ کیا بیس کروڑ روپیہ کا جمع ہو جانا کچھ مشکل امر نہیں ہے۔ ایک ماہ کی آمدنی دیدینا بہت سے لوگوں کو گراں معلوم ہوتا ہے مگر ہماری جماعت نے علاوہ معمولی چندوں کے ابھی تعمیر بورڈنگ و مدرسہ کے لیئے ایک ایک ماہ کی آمد دینی منظور کی ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے انفاس طیبہ کی برکت سے اس جماعت میں دینی خدمت کا وہ رنگ پایا جاتا ہے جس کی نظیر بحیثیت جماعت دوسری جگہ ملنی مشکل ہے پس ہمارے دوست بہرحال ان سب چندوں کے علاوہ اسلامی یونیورسٹی کے چندہ میں بھی اپنی استطاعت کے مطابق شامل ہونگے اور دوسرے چندہ دینے والوں کے ساتھ شریک ہوں گے۔ علاوہ روپیہ یا قلمی مدد دینے کے ہم دلی دعا سے بھی اس تحریک میں شامل ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس تحریک کو مسلمانوں کے لیئے مفید اور بابرکت بنا دے۔ اور اس کو کامیاب کرے۔ آمین

**مردم شماری میں سلسلہ احمدیہ:۔** گذشتہ مردم شماری میں جو مشکلات سلسلہ احمدیہ کے افراد کے شمار میں پیش آئی تھیں اس دفعہ پھر انہی کا اعادہ ہو رہا ہے۔ حالانکہ گورنمنٹ کی

طرف سے شمار کنندوں کو صاف ہدایات ملی تھیں کہ جو فرقہ کوئی اہل مذہب لکھا دے وہ
لکھا جاوے اور اس کے لیئے علیحدہ خانہ بھی صوبہ پنجاب کے فارموں میں ہے۔ مگر
شمار کنندوں کو چونکہ اپنے کام کی پڑتال کا کوی ..... خوف نہیں وہ جو چاہتے ہیں گزرتے
ہیں۔ امرتسر سے ہمیں یہ شکایت پہنچی ہے کہ احمدی نام کا اندراج فرقہ کے خانہ میں
درست نہیں ہوا اور شمار کنندوں نے پرواتک نہیں کی کہ دریافت کر کے لکھیں
بلکہ بعض وقت کسی کے احمدی لکھوانے پر بھی نہیں لکھا۔ اس کا علاج اسوقت
تو کچھ بھی ہونا مشکل ہے کیونکہ شمار کا کام عموماً بہت تنگ وقت میں شروع ہوا ہے
اور جبتک کہ سپرنڈنٹ صاحب مردم شماری کے نوٹس میں ایسی باتیں لائی جاینگی
اسوقت تک مردم شماری کا کام ختم ہوچکا ہوگا۔ اور ان شکایتوں پر اب کوئی نتیجہ
مرتب نہیں ہو سکتا۔ جب امرتسر جیسے شہر میں یہ حال ہے تو باہر مفصلات میں
کیا امید ہو سکتی ہے کہ شمار کنندے فرقہ کے درست اندراج کی پرواکریں گے۔
اس کا نتیجہ یہ ہے کہ صحیح تعداد کا پتہ لگنا پھر مشکل ہوگیا۔

ادھر بنگال سے خطوط آئے ہیں جنسے معلوم ہوا کہ وہاں فرقہ کا خانہ علیحدہ
کوئی رکھا ہی نہیں گیا۔ پنجاب میں جس بے ترتیبی سے فرقہ کا اندراج ہوتا ہے اس سے
بہتر تو یہی تھا کہ ایسا اندراج نہ ہی ہوتا تاکہ کم از کم گورنمنٹ اور پبلک کو صحیح اعداد
کے متعلق کوئی دھوکہ تو نہ لگتا۔ اور یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ ایک صوبہ میں فرقوں
کی تعداد علیحدہ معلوم کرنے سے اور دوسروں میں نہ کرنے سے محکمہ مردم شماری کا
کیا منشا رہے۔ اگر فرقوں کی تعداد کا پتہ لگانا مقصود تھا تو کل ہندوستان میں یک
ہی عملدرآمد ہونا چاہیئے تھا اور اگر اس کی ضرورت نہ تھی تو پنجاب میں اس خانہ کے
رکھنے اور اسپر ہدایات کے دینے کی کیا ضرورت پیش آئی تھی۔ بنگال میں انجمن احمدیہ
مونگیر کے سکرٹری حکیم خلیل احمد صاحب نے سپرنڈنٹ صاحب مردم شماری بنگال کو
اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ فرقہ کا اندراج بھی ہو تو ان کو یہ جواب ملا کہ صرف بڑے
مذاہب جیسے ہندو اور مسلمان ہی مردم شماری میں لکھے جاویں گے۔ اور فرقوں کے

نام نہیں لکھے جاویں گے۔ حالانکہ اسی ضلع مونگیر میں وہاں کے سپرنٹنڈنٹ مردم شماری نے احمدی فرقہ کے متعلق یہ رپورٹ کی ہے کہ اس ضلع میں یہ فرقہ بہت ترقی کر رہا ہے۔ بہرحال یہ اچھا ہوتا اگر فرقوں کی عدد شماری کے متعلق ہندوستان کے سب صوبوں میں ایک ہی راہ اختیار کی جاتی۔

انجمنہائے احمدیہ:۔ فروری سنہ ۱۹۱۱ء کے آخر جو اجلاس مجلس معتمدین کا ہوا اس میں چند تجاویز انجمنہائے احمدیہ کے متعلق منظور کی گئی ہیں۔ اوّل کانفرنس انجمنہائے احمدیہ منعقدہ دسمبر سنہ ۱۹۱۰ء میں ایک تجویز ایک واصل باقی نویس کے رکھا جانیکی پیش کی گئی تھی جس کا منشاء یہ تھا کہ موجودہ صورت جس میں بقایوں کا مطالبہ مقامی انجمنوں پر ہی چھوڑا جاتا ہے اطمینان بخش نہیں اور کہ باقاعدہ وصول چندہ کے لیئے ایک واصل باقی نویس دفتر محاسب صدر انجمن احمدیہ میں ہونا چاہیئے جو اسموار فہرست جملہ ممبران انجمنہائے احمدیہ مع اندراج موعودہ چندہ کی رکھے اور جیسا جیسا چندہ کسی ممبر سے وصول ہوتا ہے وہ اس کے رجسٹروں میں درج ہوتا رہے اور جن ممبران کی طرف بقایا ہو انسے مطالبہ صدر انجمن سے کیا جاوے تاکہ ایسا مطالبہ مقامی انجمن کے کارکنوں کے لیئے بطور یاددہانی اور مدد کے کام دے اس تجویز کے ساتھ بعض ممبران کانفرنس کو اختلاف رائے بھی تھا۔ کانفرنس کی کارروائی مجلس معتمدین میں پیش ہوکر کثرت رائے سے یہ فیصلہ ہوا ہے کہ واصل باقی نویس رکھا جاوے یہ اسامی عنقریب بہ ہوکر نئے وعدوں کے مطابق چندوں کا اندراج ہوکر باقاعدہ مطالبے جاری ہونگے۔ اس تجویز کو زیادہ مفید بنانے کے لیئے میں پھر سب انجمنوں اور احباب سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ دو پیسہ فی روپیہ چندہ والی تجویز کو بہت جلد عملدرآمد میں لاویں اب تک بہت سی بڑی بڑی انجمنیں اس بارے میں خاموش ہیں۔ اس وقت میں صرف ذیل کی انجمنوں اور احباب کی طرف سے اس تجویز پر عملدرآمد کی اطلاع آئی ہے۔ انجمن احمدیہ حصار۔ انجمن احمدیہ میرٹھ۔ شیخ فضل کریم سٹیشن ماسٹر بابھری باندہ ضلع کوہاٹ انجمن احمدیہ بنارس۔

انجمن احمدیہ سانگلہ ۔ انجمن احمدیہ جموں ۔ انجمن احمدیہ پشاور ۔ انجمن احمدیہ ڈیرہ اسمٰعیل خاں ؛

**دوئم** ۔ انجمنوں کی آمد میں ترقی کے دیگر وسائل میں سے ایک یہ ذریعہ سوچا گیا ہے کہ دیہات میں چونکہ انجمنیں بننی مشکل ہیں اور دو پیسے فی روپیہ والی تجویز پر بھی عملدرآمد مشکل ہے۔ اس لیئے بجائے دو پیسے فی روپیہ ... ماہوار آمد سے لینے کے دیہات میں، وصولی غلہ کا انتظام کیا جاوے اس کے لیئے ذیل کی تجاویز منظور کی گئی ہیں :۔

**ا** ۔ دیہات میں جو احمدی رہتے ہیں اور زمینداری کا کام کرتے ہیں اُن سے بحساب ایک سیر فی من غلہ اور دیگر پیداوار سے بطور چندہ لینے کی تحریک کیجاوے ؛

**ب** ۔ ایسے دیہات میں بجائے انجمنوں کے جماعتیں قائم کی جاویں اور ان جماعتوں میں صرف ایک کارکن وصولی چندہ وغیرہ کے لیئے رہے جو وصول شدہ غلہ کا حساب موٹے طور پر رکھے ؛

امید ہے کہ اگر ہمارے زمیندار احباب اس تجویز پر عمل اپنے لیئے ضروری قرار دے لیں گے تو یہ دو پیسے فی روپیہ والی تجویز سے کم مفید تجویز نہ ہوگی۔ اور قطرہ قطرہ بہم شود دریا کا مصداق ہوکر دکھا دے گی۔ غلہ نکلنے کے وقت یا پیداوار گھر میں آتے وقت اس میں سے صرف چالیسواں حصہ نکال دینا کچھ مشکل امر نہیں۔ چالیس سیر میں سے ایک سیر یا چالیس من میں سے ایک من خدا کی راہ میں دیدینا انکے دین و دنیا کے لیئے برکات کا موجب ہوگا۔ اور وہ یاد رکھیں کہ اس سے انکے مالوں میں کمی نہیں ہوگی بلکہ اگر وہ خالصًا لوجہ اللہ اس حصہ کو اپنے اوپر فرض کرلیں تو اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ وہ انکی پیداوار کو بہت بڑھا وے اور چاہے تو اس چالیسویں حصہ کی بجائے انہیں دوگنا بلکہ دس گنا دیدے۔ انه كان غفارا يرسل السماء عليكم مدرارا ويمددكم باموال و بنين و يجعل لكم جنت و يجعل لكم انهارا۔ زمیندار کی آمد محض اللہ تعالیٰ کے فضل پر ہی ہے پس اس کی راہ میں دے کر اس کے فضل کو

پوری طاقت سے کھینچو۔ زمیندار تو اپنا دانہ زمین میں گلنے کے لیئے پھینک آتا ہے پھر خدا کا فضل ہے جو اسے اگاتا ہے بڑھاتا ہے۔ اس میں پھل لگاتا ہے اور پھر اس کو سب آفتوں سے محفوظ رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ أَفَرَأَيْتُمْ مَا تَحْرُثُونَ ۝ ءَأَنْتُمْ تَزْرَعُونَهُ أَمْ نَحْنُ الزَّارِعُونَ ۝ لَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَاهُ حُطَامًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُونَ ۝ إِنَّا لَمُغْرَمُونَ ۝ بَلْ نَحْنُ مَحْرُومُونَ ۝ یعنی کیا جو کچھ تم بوتے ہو اسے دیکھتے ہو کیا تم اُسے اگاتے ہو اور کھیتی بناتے ہو یا ہم اُگاتے ہیں۔ ہاں ہم چاہیں تو اس کو ریزہ ریزہ کر دیں پھر تم اس وقت کیا کر سکتے ہو سوائے اس کے کہ کہو کہ ہائے ہم پر تو یونہی چٹی پڑی بلکہ ہم محروم رہ گئے۔" اسی لیئے زمیندار کی معیشت متوکلانہ ہوتی ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ ہمارے زمیندار احباب اس تجویز کو عمل میں لاکر دنیا کی دوسری قوموں کو ایک نمونہ دکھائیں گے کہ ان کا پاک مرشد۔ مسیح آخر زمان ان میں دین کی خدمت اور اللہ تعالیٰ کی خاطر قربانی کی کیسی روح پھونک گیا ہے ہاں سب طاقت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہی ہے کہ وہ ہمارے احباب کو اپنے فضل سے ہی یہ توفیق بھی دے +

سوئم۔ جملہ انجمنہائے احمدیہ کی اطلاع کے لیئے اس امر کا ذکر کر دینا بھی ضروری ہے کہ مجلس معتمدین نے اس اجلاس میں اس تجویز کو بھی منظور کیا ہے کہ سپرنٹنڈنٹ دفاتر جس کے فرائض میں جس طرح صدر انجمن کے دفاتر کے حساب کتاب کی پڑتال ہے اسی طرح انجمنہائے احمدیہ کے حساب کتاب کی پڑتال بھی داخل ہے۔ عموماً سال میں کم از کم ایک دفعہ ہر انجمن کے حساب کی پڑتال وہاں جاکر کیا کریں۔ عموماً ایک طرف کی انجمنوں کی پڑتال...... سپرنٹنڈنٹ دفاتر ایک ہی سفر میں کیا کریں گے۔ اور سفر خرچ بحصہ رسدی ہر انجمن اپنی مقامی ضروریات سے دیدیا کرے جو عموماً بہت تھوڑی رقم ہوا کرے گی +

میموریل فنڈ ۱۔ ایڈورڈ میموریل فنڈ میں مبلغ ایک ہزار روپیہ احمدی جماعت کی طرف سے علاوہ ان رقوم کے جو بعض احباب غلطی سے علیحدہ دے چکے ہیں

دیدیا گیا ہے۔ سب انجمنوں کو یاد دہانی کرائی گئی تھی کہ چونکہ علاوہ اس روپے کے ہسپتال کا بننا بھی ملک معظم کی یادگار میں ضروری ہے۔ اس لیئے وہ بہت جلد اس فنڈ میں سب احباب کو شامل کرکے اور چندہ جلد وصول کرکے بھیجدیں۔ اسپر بہت سی انجمنوں نے توجہ کی ہے امید ہے باقی انجمنیں اور احباب بھی جلد تر توجہ کرکے ممنون فرماویں گے ؎

شکریہ گورنمنٹ :۔ مجلس معتمدین تمام احمدی جماعت کی طرف سے گورنمنٹ کا شکریہ دس ہزار روپے کے اس عطیہ کیلیئے کرتی ہے جو بورڈنگ ہوس ہائی سکول کی تعمیر میں امداداً گورنمنٹ نے اس سال دیا ہے یہ رقم وصول ہوکر داخل خزانہ ہوگئی ہے۔ ہمیں پوری امید ہے کہ ہز آنر سر لوئیس ڈین آئندہ سال میں دس ہزار روپیہ کی اور امداد کرکے احمدی جماعت کو مشکور فرماویں گے۔ کیونکہ مع کوارٹروں وغیرہ کے ساٹھ ہزار روپیہ بورڈنگ ہوس پر خرچ ہوگا ؎

لنگر خانہ و مہمانخانہ کی توسیع کے لیئے ایک ٹکڑہ قریباً ۲۳ - ۲۴ مرلہ زمین کا موجودہ مہمانخانہ کے مشرقی جانب حاصل کرلیا گیا ہے انجمن میاں معراج الدین عمر صاحب پرو پرائٹر ہدر کی مشکور ہے جنہوں نے مہمانخانہ کی شرقی جانب کی اپنی زمین کو دوسری زمین کے عوض بدل لینا منظور کیا ہے اس طرح پر موجودہ مہمانخانہ کے ساتھ ہی نیا مہمانخانہ بھی بن سکے گا بالفعل مقبرہ بہشتی والی سڑک کے ساتھ جدید لنگرخانہ بنوانے کا انتظام کیا گیا ہے۔ جو امید ہے برسات سے پہلے پہلے تیار ہوجاویگا۔ اور پھر اس لنگرخانہ اور موجودہ مہمانخانہ کے درمیان مہمانخانہ کے لیئے جدید مکانات تیار ہوکر مہمانوں کی بہت سی مشکلات رفع ہوجاویں گی۔ پہلے یہ خیال تھا کہ ہائی سکول کا بورڈنگ ہوس باہر جانے پر یہی مکانات مہمانخانہ کا کام دیں گے مگر مدرسہ احمدیہ کی ضروریات اور خود ہائی سکول کی جماعتوں کے بڑھ جانے سے یہ نہ ہوسکا۔ اس لیئے مہمانخانہ و لنگرخانہ کی توسیع دوسری طرف کرنی پڑی ؎

مدرسہ احمدیہ :۔ مدرسہ احمدیہ کی ترقی اور بہتری کے لیئے بہت کوشش کیجارہی ہے۔

اس کا ایک حصہ تو منتظمین کے متعلق ہے اور دوسرا حصہ جماعت کے متعلق۔ بہتری اور ترقی کے لیئے ضرورت ہے روپے کی۔ اور ضرورت ہے اپنے خرچ پر تعلیم حاصل کرنیوالے طالب علموں کی۔ اور ان امور کے حصول کے لیئے منتظمین سے بڑھکر جماعت کی توجہ بکار ہے منتظمین اس حد سے آگے قدم نہیں اُٹھا سکتے جس حد تک مدرسہ کی مالی حالت انہیں اجازت دے یا جس حد تک تعداد طلبا ترقی کی مقتضی ہو۔ روپیہ بھی ہو اور پڑھنے والوں کی تعداد معتد بہ نہ ہو تو مدرسہ میں کوئی ترقی ہو نہیں سکتی۔ پڑھنے والے ہوں اور روپیہ نہ ہو تو مجبوری ظاہر ہی ہے۔ موجودہ صورت کہ صرف وظیفے دیکر طالب علموں کو داخل کیا جاوے ہرگز قابل اطمینان نہیں۔ جبتک کثرت سے اچھے دلوں اور دماغوں کے لڑکے اس میں پڑھنے نہ آویں گے اسوقت تک کوئی مفید نتائج اس صرف زر سے پیدا نہیں ہو سکتے۔ اور صرف وظیفے دے دیکر تعداد طلبار کو بڑھانا اس کے معنے یہ ہیں کہ جسقدر روپیہ آتا جاوے وہ بجائے مدرسہ کی بہتری پر صرف ہونے کے تعداد طلبار کے بڑھانے پر صرف ہو اور پھر اس مجبوری سے داخل ہوے ہوئے طالب علم ترقی کیا کریں گے؟ اس لیئے میں مجلس معتمدین کی طرف سے ساری احمدی جماعت کو اس بات کی طرف متوجہ کرتا ہوں کہ اگر وہ اپنے بچوں کو اپنے خرچ سے تعلیم حاصل کرنے کے لیئے اس مدرسہ میں نہیں بھیجیں گے جسطرح کہ وہ انگریزی مدرسہ میں بھیجتے ہیں تو وہ مدرسہ احمدیہ سے اعلیٰ نتائج کے متوقع بھی نہ رہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کی دعوت کی اصل غرض صرف دین تھی۔ اس کی طرف لانے کیلیئے ہائی سکول بھی ایک زینہ ہے۔ ابتدا میں قوم کی حالت ایسی تھی کہ وہ باوجود دنیوی تعلیم ساتھ ہونیکے بھی اپنے لڑکوں کو بہت کم یہاں بھیجتے تھے۔ اب خدا کے فضل سے وہ مرحلہ طے ہو گیا۔ اور قوم کو اب سمجھ آگئی ہے کہ یہاں بچے تعلیم کے لیئے بھیجنے سے کیا فوائد ہیں۔ لیکن اس مرحلہ پر ہمیں ٹھہر نہ جانا چاہیئے بلکہ ایک دوسرے مرحلہ کو طے کرنیکی طرف قدم اُٹھانا چاہیئے۔ تاکہ ہماری ترقی اسی حد پر رُک نہ جاوے مدرسہ احمدیہ اس وقت ایک کمزور حالت میں ہے اس میں تعداد طلبار کو بڑھانے سے اسکی حالت مضبوط ہو سکتی ہے

مگر صرف وظیفے دیکر پڑھانے سے نہیں۔ سردست اس مدرسہ کے لیئے طالب علم تیار کرنیکے واسطے ایک سپیشل کلاس ۔۔۔۔ کا کھولا جانا بھی منظور کیا گیا ہے۔ یعنی علاوہ پرائمری پاس شدہ طلبار کے اور لڑکے بھی جو اچھی استعداد رکھتے ہوئے اس جماعت میں داخل ہو کر سیدھے مدرسہ احمدیہ میں جا سکتے ہیں۔ سکیم بھی اس سال پھر بدلی گئی ہے گو یہ تبدیلی اصول سکیم میں نہیں یعنی درجے اور جماعتیں اسی طرح رہیں گے صرف تعداد کتب چونکہ پہلی سکیم میں عموماً زیادہ تھی اس لیئے اب کم کر کے اسے ہلکا کیا گیا ہے کہ طالب علموں کے لیئے وہ ایسا بوجھ نہ ہو جس کو اٹھا کر وہ ترقی سے ہی رک جاویں۔ سکیم کو درست کرنے میں سپرنڈنٹ صاحب مدرسہ احمدیہ نے بہت محنت اور توجہ کو صرف کیا ہے مگر یہ حصہ تو ایسا تھا کہ بغیر روپے کے اس میں اصلاح ہو گئی۔ اساتذہ کے سٹاف کو تقویت دینے کے لیئے روپے کی ضرورت ہے اور اس کیلیئے قوم کی توجہ کی۔ اور سب باتوں کے لیئے خدا کے فضل کی۔

تعمیر۔ بورڈنگ ہوس کی تعمیر میں اب چوتھا پہلو شروع ہے۔ اینٹ اڈھائی تین لاکھ کے قریب پکی تھی کہ جنوری کی غیر معمولی بارشوں نے ایک عارضی روک پیدا کر دی۔ امسال جو بارش جنوری میں یہاں ہوئی اس کی نظیر صرف برسات کی بارشوں میں ملتی ہے۔ تین دن اور رات سوائے بہت قلیل وقفہ کی بارش لگاتار رہی۔ اور برسات کی طرح سیلاب آگیا۔ جہاں اینٹیں پتھوائی جا رہی تھیں وہاں بھی پانی پھر گیا۔ اور بھٹہ بھی باوجود کارکنان کی بہت محنت اور جانفشانی کے مقابلہ نہ کر سکا۔ ہمارے بعض احباب کو یہ خیال گذرا ہے کہ کارکنان نے کوئی غفلت کی ہو گی اور بعض نے تو یہ یقین کر لیا ہے۔ مگر میں چشم دید شہادت دے سکتا ہوں کہ سردیوں کے موسم میں بارش اور اولوں میں آندھی اور سرد ہوا کے زور میں جہانتک ہو سکتا تھا بھٹہ کی حفاظت کے لیئے کوشش کی گئی مگر چونکہ بارش کا سلسلہ بالکل غیر معمولی تھا کوششیں کارگر نہ ہوئیں۔ باقی دیکھ کر بھٹے کا کام بند ہی کیوں نہ کر دیا اس کا جواب صرف یہی ہے کہ لو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر۔

بادل تو اب بھی ہوتے رہتے ہیں اور بعض وقت ترشح بھی ہو جاتا ہے۔ ہو تو آج تک گورنمنٹ کا محکمہ آب و ہوا بھی باوجود زرکثیر کے صرف کے نہ بتا سکا کہ کب بارش ہوگی یا کب نہیں یا کب بڑے زور کی ہوگی اور کب معمولی طور پر۔ مگر کاروبار اس طرح نہیں چلا کرتے کہ بادل کی شکل دیکھی اور کام بند کر دیا۔ معمولی روک تھام کے لیئے انتظام کر لیا جاتا ہے۔ لیکن اگر غیر معمولی واقعات پیش آجاویں تو انسان بے چارہ ہے۔ بارہ سال تو مجھے بھی قادیان میں رہتے ہوئے ہو گئے ہیں۔ میں نے سردیوں کے موسم میں اتنی بارش اور ایسا سیلاب نہیں دیکھا۔ بہرحال نتیجہ یہ ہوا کہ بھٹہ میں اور بھٹہ سے باہر جو اینٹ گل گئی وہ پونے دو لاکھ تھی اور قریب اڑھائی سو روپیہ قیمت کی۔ سارا نقصان حساب کرنے سے سوا پانچ سو روپے کا معلوم ہوا۔ مگر خدا کے فضل سے امید ہے کہ اینٹ اب بھی گراں نہ پڑے گی۔ پچھلی دفعہ اس سے بھی زیادہ نقصان ہوا تھا مگر آخر حساب کرنے پر معلوم ہوا تھا کہ بارہ لاکھ اینٹ جو پکوائی گئی اگر قیمتاً لی جاتی تو اصل لاگت سے جس میں ملازمین کی تنخواہیں انعام وغیرہ سب کچھ شامل تھا چار ساڑھے چار ہزار روپیہ زیادہ دینا پڑتا۔

**اشاعت اسلام:۔** اس حصہ میں یہ افسوس سے ذکر کرنا پڑا ہے کہ کتاب ٹیچنگز آف اسلام یعنی حضرت مسیح موعود کے لیکچر مہوتسو کا ترجمہ انگریزی جس کے آخری پروف کو ولایت بھیجے ہوئے چھ ماہ کا عرصہ گذر چکا ہے اب تک مکمل ہو کر نہیں آئی۔ گو چھاپنے والی کمپنی یقین دلاتی ہے کہ مکمل ہو چکی۔ بل چھپوائی کا بھی پہلے تخمینہ سے دوگنا بن کر آیا ہے۔ یعنی جہاں پہلے آٹھ نو سو روپیہ چھپوائی کا اندازہ تھا اب قریب پندرہ سو روپے کا بل آیا ہے۔ اس عذر پر کہ کتاب کا سائز زیادہ نکلا ہے اور دو سو صفحہ کی کتاب ہو گئی حالانکہ پہلے یہ اندازہ تھا کہ ایک سو بارہ صفحہ کی ہوگی۔ بہرحال کمپنی کی بعض کارروائیوں سے یہ خطرہ پیدا ہوتا ہے کہ ولایت میں اس کی اشاعت اور فروخت کا ایسا عمدہ انتظام نہ ہو سکے گا جیسا پہلے خیال کیا گیا تھا۔ اور تبلیغ کے سلسلہ کو ولایت میں خود قائم کرنیکی ضرورت اور بھی زیادہ محسوس ہوتی ہے۔ سب کام اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہی ہیں۔

جو پرچہ جلسہ مذاہب الہ آباد میں "اسلام" پر مَیں نے تیار کیا تھا اور جناب مولوی صدرالدین صاحب نے پڑھا تھا علیحدہ رسالہ کی صورت میں دو ہزار انگریزی میں اور پانچہزار اردو میں چھپوانا منظور کیا گیا ہے۔ تقسیم مفت ہوگا مگر محصول ڈاک منگوانے والوں کے ذمہ ہوگا۔ اس کے متعلق مفصل اعلان پھر ہوگا۔

تفسیر القرآن۔ تفسیر القرآن پچھلی شش ماہی کے بعد ابتک نہیں نکل سکی۔ اب گذشتہ سال کے دونوں نمبر تیار ہو گئے ہیں جو امید ہے بہت جلد خریداران تفسیر کے ہاتھ میں پہنچ جاویں گے۔ اسی توقف کی وجہ سے نئے سال کے چندہ تفسیر القرآن کا مطالبہ بھی بند کر دیا گیا تھا۔ اب امید ہے کہ نئے سال کا پرچہ بھی اپریل میں نکل سکے گا۔ اور آئندہ غالباً وقت پر پرچہ نکلتا رہیگا اور موجودہ بے ترتیبی جس کے اسباب سے ناظرین کو اطلاع دینے کی ضرورت نہیں ہے جاتی رہے گی۔ لیکن اس کے متعلق مَیں سب احباب کو اس امر کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ تفسیر کے خریداران کی تعداد بجائے بڑھنے کے کم ہو رہی ہے۔ یہ تفسیر ایک اعلیٰ پایہ کی علمی تفسیر ہے۔ اہل علم اور کم علم اس سے برابر فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب علاوہ حضرت خلیفۃ المسیح کے نکات درس قرآن کو شامل کرنے کے خود بھی نہایت خوبی سے اور تفاسیر پر وسیع نظر رکھکر تفسیر لکھتے ہیں۔ قیمت بلحاظ حجم بالکل معمولی ہے یعنی چار سو صفحہ کی کتاب کی قیمت مع محصول وغیرہ صرف ایک روپیہ ہے جو اس کا سالانہ چندہ ہے۔ انجمنیں توجہ کریں تو کم از کم ایک ہزار تک تو اس کی خریداری آسانی سے پہنچ سکتی ہے۔ جملہ انجمنوں کے سکرٹری صاحبان کی خدمت میں یہ درخواست ہے کہ وہ اس معاملہ پر اپنی انجمنوں کے ممبران کو توجہ دلاویں۔

محمد علی سکرٹری
صدر انجمن احمدیہ قادیان دارالامان

ضروری نوٹ:۔ ہر قسم کا روپیہ جو صدر انجمن احمدیہ کے متعلق ہو خواہ چندہ ہو خواہ ریویو کی قیمت وہ کسی شخص کے نام پر نہ بھیجا جایا کرے بلکہ محاسب صدر انجمن احمدیہ کے پتہ پر بھیجنا چاہیئے۔ سکرٹری یا مینیجر کے نام بھیجنے کی ضرورت نہیں۔ اور نام بالکل نہ لکھا جاوے صرف محاسب صدر انجمن احمدیہ کافی ہے۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۰۴۳

# ضروری اطلاع

تفسیر القرآن کے پچھلے دو باقی ماندہ پرچے سنہ ۱۹۱۰ء کے ۹- مارچ سنہ ۱۹۱۱ء کو دفتر ہذا سے روانہ کیئے جاچکے ہیں - اب جن دوستوں کو اس اطلاع کے پہنچنے تک ہر دو پرچے نہ ملیں وہ برائے مہربانی بہت جلد بذریعہ کارڈ دفتر ہذا میں اطلاع دیں - تا انکے پاس فوراً بھیجے جاویں - پندرہ روز تک انتظار کی جاوے گی - بعد میں دفتر ہذا ذمہ وار نہ ہوگا - اسی طرح خریداران رسالہ کی خدمت میں بھی التماس ہے - کہ آئندہ اگر کوئی پرچہ نہ ملے - تو اسکو کم از کم دوسرے مہینے کی دس تاریخ تک منگا لیا کریں - بعض احباب تین تین چار چار ماہ کے بعد لکھتے ہیں - کہ فلاں پرچہ نہیں ملا تھا اس لیئے وہ بھیجدیں - حالانکہ کئی دفعہ ایسا واقع ہوتا ہے - کہ پرچہ کوئی دوست آشنا لیجاتے ہیں - اور وہ بے پرواہی سے واپس نہیں کرتے - پھر اس سے نتیجہ نکال لیا جاتا ہے - کہ فلاں پرچہ جو فائل میں موجود نہیں ضرور دفتر میگزین سے ہی نہیں آیا ہوگا - اس طرح دفتر کو سخت نقصان پہنچتا ہے -

اب اس سال سے حتی الوسع یہ کوشش کی گئی ہے - کہ آئندہ تفسیر اور رسالہ باقاعدہ رہے گا - یعنی تفسیر اس شروع سال کی سے اپنے مقررہ وقت پر انشاء اللہ شائع ہوگی - اور رسالہ بھی اپنی مقررہ تاریخ تک شائع ہوتا رہے گا - اس لیئے ان احباب کی خدمت میں التماس ہے - جنہوں نے تفسیر کی لگاتار بے قاعدگی سے تنگ آکر تفسیر بند کرائی ہوئی ہے - کہ اگر انکے بند کرانے کی طرف یہی وجہ ہے تو اب اپنے نام جاری کرالیں - اور سلسلہ احمدیہ کی اس اکیلی بے نظیر تفسیر سے محروم نہ رہیں - چار سو صفحہ کی تفسیر اور پھر عمدہ چھپائی اور عمدہ کاغذ والی صرف ایک روپیہ میں گھر بیٹھے بٹھائے ملجاتی ہے - اس قسم کے بیش بہا تحفہ سے اپنے آپ کو محروم رکھنا میرے خیال میں کفران نعمت ہوگا - ہماری سلسلہ کا اصل الاصول اور منشاء صرف اشاعت القرآن ہے - اور اس کا بڑا ذریعہ یہی ایک تفسیر ہے - جس سے ہر قسم کے ان اعتراضات بیجا کی بخوبی تردید ہو رہی ہے - جو پہلی تفسیروں پر آجکل کے مخالفین اسلام سینہ زوری سے کر رہے ہیں - اس لیئے جہاں تک ممکن ہو سکے اس تفسیر کی خریداری کو وسعت دینے میں برادران ملت ضرور کوشش فرماویں ؛

منیجر میگزین

(مطبع میگزین قادیان میں منیجر میگزین کے اہتمام سے طبع ہوا)

# ریویو

**ثنائی چکر:-** یہ ۳۲ صفحے کا رسالہ انجمن احمدیہ مونگیر نے حال میں شائع کیا ہے جسمیں ثنار اللہ امرتسری کی چالبازیوں کو بخوبی کھولا گیا ہے اور جس فرضی مباہلہ کو پیش کر کے ثنار اللہ عوام الناس کو دھوکہ دیا کرتا ہے اُس سے ثنار اللہ کا اُسی کے قول کے مطابق جھوٹا نکلنا واضح طور پر ثابت کیا گیا ہے۔ یہ رسالہ عوام الناس کو ثنار اللہ کی دھوکہ دہی سے بچانے کے لیئے اور اصل معاملہ عوام کے ذہن نشین کرانے کے لیئے ایک عمدہ ہتھیار ہے اگر اس پرچہ کو خرید کر عوام میں اچھی طرح شائع کیا جائے تو انشار اللہ تعالےٰ نہایت ہی مفید ثابت ہوگا۔

ملنے کا پتہ منشی محمد عبدالعزیز صاحب محاسب انجمن احمدیہ مونگیر یا میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر رسالہ احمدی دالحق تراہا بیرام خان۔ دہلی۔ فی نسخہ ار ایک روپیہ کے بیس نسخے؛